خصوصی شمارہ
۵۰ واں
سہ ماہی
ممبئی
افکارِ رضا
مُدیر
محمد زبیر قادری

(۸) مولانا کوثر نیازی:

''کنزالایمان تمام اردو تراجم میں عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ ہے۔ یہ عشقِ رسول ﷺ کا خزینہ اور معارفِ اسلامی کا گنجینہ ہے۔''

(امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت، مطبوعہ راج محل بہار، ص ۲۲)

(۹) مولانا بدرالدین احمد قادری:

''دورِ حاضر میں اردو کے شائع شدہ ترجموں میں صرف ایک ترجمہ ''کنزالایمان'' ہے جو قرآن کا صحیح ترجمان ہونے کے ساتھ (۱) تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے (۲) اہلِ تفویض کے مسلک اسلم کا عکاس ہے (۳) اصحابِ تاویل کے مذہب سالم کا مؤید ہے (۴) زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے (۵) عوامی لغات اور بازاری بولی سے یکسر پاک ہے (۶) قرآن حکیم کے اصل منشا و مراد کو بتاتا ہے (۷) آیاتِ ربانی کے اندازِ خطاب کو پہچنواتا ہے (۸) قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشان دہی کرتا ہے (۹) قادرِ مطلق کی ردائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دھبہ لگانے والوں کے لیے شمشیر براں ہے (۱۰) حضراتِ انبیا کی عظمت وحرمت کا محافظ ونگہبان ہے۔ (۱۱) عامۂ مسلمین کے لیے بامحاورہ اردو میں سادہ ترجمہ ہے (۱۲) لیکن علما ومشائخ کے لیے حقائق ومعرفت کا اُمنڈتا سمندر ہے۔

بس اتنا سمجھ لیجیے کہ قرآن حکیم قادرِ مطلق جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اور کنزالایمان اس کا مہذب ترجمان ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ ترجمہ اس کا پیش کردہ ہے جو عظمتِ مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والثناء کا علم بردار، تائید رحمانی کا سرمایہ دار، انوارِ ربانی کا حامل، حقائقِ قرآن کا ماہر، دقائقِ آیات کا عارف ہے۔''

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

(۱۰) علامہ غلام رسول سعیدی...... جامعہ نعیمیہ لاہور، پاکستان:

''اس ترجمہ (کنزالایمان) میں اردو، عربی کے اسلوب میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور فصاحت وبیان کے آئینہ میں اعجازِ قرآن کا عکس نظر آتا ہے۔ اس ترجمہ میں علمِ کلام کی اُلجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر عبارت کے سلیس فقروں میں رکھ دی گئی ہیں۔

ذات وصفات، جبر وقدر اور نبوت ورسالت کے نازک مسائل کو جس عمدگی اور اختصار کے ساتھ ترجمہ کی سحر کاری سے سہل کیا ہے۔ امام رازی اگر اسے دیکھ

پاتے تو بے اختیار آفرین کہتے۔ ابن عطا وجبائی کے سامنے یہ ترجمہ ہوتا تو شاید اعتزال سے توبہ کر لیتے۔ خامۂ تصوف سے جس طرح اعلیٰ حضرت نے آیات کے بطن کو ترجمہ میں ڈھالا ہے، غزالی ہوتے تو دیکھ کر وجد کرتے۔ ابن عربی شاد کام ہوتے اور سہروردی دعائیں دیتے۔ ترجمے کے ضمن میں جو فقہی نگینے لائے ہیں اگر امام اعظم پر پیش کیے جاتے تو یقیناً مرحبا کہتے اور اگر ابن عابدین اور سید طحطاوی کے سامنے یہ فقہی آبگینے ہوتے تو اعلیٰ حضرت سے تلمذ کی آرزو کرتے۔

قرآن مجید کے علوم وفنون، اس کی فصاحت وبلاغت اور اس کی تاویل و تفسیر پر جو شخص نگاہ رکھتا ہو وہ جب اس ترجمہ کو پڑھے گا تو یقیناً سوچے گا کہ اگر قرآن مجید اردو میں اُترا ہوتا تو یہ عبارت اس کے قریب تر اور جو فصاحتِ زبان سے آشنا ہو اُسے کہنا پڑے گا کہ اس ترجمے میں زبان وبیان کی بلاغت اعجاز کی سرحدوں کو چھوتی معلوم ہوتی ہے۔''

(محاسنِ کنزالایمان، مطبوعہ مکتبۃ الحبیب الہ آباد، ص ۷۔۸)

(۱۱) علامہ اختر رضا خاں ازہری...... جانشین حضور مفتی اعظم ہند

''معترض بہادر یہ سنتے چلیں کہ امام احمد رضا کا وہ ترجمہ جسے انہوں نے اردو کے ترجموں کی بنا پر غلط بتایا تھا وہ علما کے نزدیک نہ صرف صحیح ہے بلکہ ایسا مشہور ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ تو وہ جو ہم نے کہا تھا کہ ہر غیر مشہور غلط نہیں ہوتا محض تنزل تھا اور اردو کے ترجموں کی ہی حد تک تھا نیز ان ارشادات کے پیش نظر ترجمۂ رضویہ کو دیگر تراجم پر فوقیت ظاہر جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے تو اس کے مقابل دیگر تراجم کو لانا جہل ہے''۔

(دفاعِ کنزالایمان، مطبوعہ ادارہ سُنّی دنیا، بریلی شریف، ص ۵۷)

(۱۲) ڈاکٹر محمد طاہر القادری:

''اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ کنزالایمان میں فہم وتدبر کا وہ عالم ہے کہ وہ علوم ومعارف اور مطالب ومعانی جو تفسیر کے ان گنت اوراق پر بکھرے پڑے ہیں، کنزالایمان کے ایک ایک لفظ میں سمو دیے گئے ہیں۔ وہ فقہی مسائل جن کے لیے بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے، اعلیٰ حضرت کے ترجمے نے کمالِ اختصار کے ساتھ انھیں اپنے اندر سمولیا ہے۔ اسی طرح وہ لغوی مباحث اور مختلف اشتقاقات جن کے لیے لغت کی

بیسیوں کتب کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے، کنزالایمان کا ایک ایک لفظ ان بحثوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ کنزالایمان پڑھنے کے بعد نہ تو قاری کو متعلقہ مسائل میں کتبِ فقہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور نہ ہی لغت یا کتبِ تفسیر کی جانب۔"

(کنزالایمان کی فنی حیثیت، مطبوعہ دارالعلوم محمدیہ حیدرآباد الہند، ص ۲۳)

(۱۳) علامہ سید محمد مدنی کچھوچھوی...... جانشین حضور محدث اعظم ہند

"ان تمام مباحث کو بغور دیکھ لینے کے بعد امام احمد رضا کے ترجمے کی اہمیت کا اندازہ لگتا ہے کہ اس قدر طویل بحث وتمحیص کے بعد جو حقیقت سامنے آئی اس کو امام احمد رضا نے اپنے ترجموں کے مختصر سے فقروں میں سمودیا ہے اور اس احتیاط سے یہ کام انجام دیا کہ نہ کسی اسلامی عقیدے پر آنچ آئی، نہ بارگاہِ رسالت کے آداب میں کوئی فرق ہوا، نہ محاورے کی پیشانی پر کوئی شکن پڑی، نہ اصحابِ تاویل کی روش پر ارشادِ ربانی کے مقصود کا دامن ہاتھ سے چھوٹا، نہ اصولی اور لغوی حقائق سے روگردانی کی اور نہ ہی اولیاے کاملین اور اسلاف متقدمین کے راستے سے ہٹے۔
بے شک ایں سعادت بزور بازو نیست ...... تانہ بخشد خدائے بخشندہ"۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ممبئی ۱۹۷۶ء، ص ۹۸)

(۱۴) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی:

"وہ ایک باخبر، ہوش مند اور باادب مترجم تھے۔ ان کے ترجمے کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے آنکھیں بند کر کے ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ جب کسی آیت کا ترجمہ کرتے تھے تو پورا قرآن' مضامینِ قرآن اور متعلقاتِ قرآن اُن کے سامنے ہوتے تھے۔ آپ کے ترجمۂ قرآن میں برسوں کی فکری کاوشیں پنہاں ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندے کو ایسی نظر عطا فرمادے جس کے سامنے علم و دانش کی وسعتیں سمٹ کر ایک نقطہ پر آجائیں۔ فی البدیہہ ترجمۂ قرآن میں ایسی جامعیت کا پیدا ہوجانا عجائباتِ عالم میں سے ایک عجوبہ ہے۔"

(''چشم و چراغ خاندانِ برکاتیہ'' مشمولہ سالنامہ معارفِ رضا، کراچی ۲۰۰۴ء، ص ۸۷)

(۱۵) مولانا لیٰسین اختر مصباحی...... دارالقلم دہلی

"کنزالایمان عظمتِ توحید کا محافظ ہے اور احترامِ انبیا و صالحین کا داعی بھی۔

کنزالایمان نے الفاظِ قرآن کے پیکر کو سامنے رکھتے ہوئے روحِ قرآن کو بڑی حد تک اپنے اندر جذب کرلیا ہے۔ کنزالایمان میں صحتِ مفہوم ومعنی بھی ہے اور حسنِ ترجمہ بھی۔ کمال وجامعیت اس کا طرۂ امتیاز اور اختصار وسلاست اس کا خوبصورت زیور۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کنزالایمان اردو زبان کے اندر صحیح معنوں میں موضحِ قرآن بھی ہے اور ترجمانِ قرآن بھی، تفہیم قرآن بھی ہے اور تذکیرِ قرآن بھی، تدبرِ قرآن بھی ہے اور بیانِ قرآن بھی، ضیاء قرآن بھی ہے اور انوارِ قرآن بھی، روحِ قرآن بھی ہے اور فیضانِ قرآن بھی، معارفِ قرآن بھی ہے اور محاسنِ قرآن بھی، نظمِ قرآن بھی ہے اور جمالِ قرآن بھی۔

اور اس کا بے مثال و باکمال مترجم ان عالمانہ صفات، مفسرانہ خصائص اور مومنانہ اوصاف و کمالات کا جامع ہے۔ جس کے بارے میں بڑے اعزاز و افتخار کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات   تاز بزمِ عشق دانائے راز آید بروں

(معارفِ کنزالایمان، مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی، ص ۵۷)

(۱۶) مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی:

"امام احمد رضا نے صدرالشریعہ مولانا امجد علی کی درخواست اور مسلسل اصرار پر ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو قرآن کریم کا اردو زبان میں فی البدیہہ کرایا۔ مگر دوسرے مترجمین کی طرح لغت دیکھ کر لفظ کے نیچے لفظ نہیں رکھا۔ جس سے تقدیسِ باری پر حرف آئے یا شانِ رسالت کا خون ہو بلکہ کلامِ الٰہی کے تمام ممکنہ مقتضیات کا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت ہی پاکیزہ اور مقدس لفظوں میں صاف، سلیس اور شستہ ترجمہ کیا ہے۔"

(امام احمد رضا حقائق کے اجالے میں، مطبوعہ المجمع المصباحی مبارک پور، ص ۱۱)

(۱۷) مولانا محمد عبدالمبین نعمانی...... دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ مئو یوپی:

"قرآن پاک کے تراجم تو بہت سے منظر عام پر آئے اور آرہے ہیں مگر آپ نے عشق و ایمان میں ڈوب کر جو ترجمہ قرآن کنزالایمان اپنے خلیفہ و تلمذ صدرالشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں قلم بند کرایا ہے، وہ علوم و معارف اور عشق و محبت کا گنجینہ ہے۔ اس کی سطر سطر آپ کے علمی مقام و مرتبے کی سچی تصویر ہے۔ اس ترجمے کو دیکھنے کے بعد دیگر تراجم پھیکے نظر آتے ہیں۔ آپ کا یہ ترجمہ

ایک طرف اردو زبان و ادب کا شاہکار ہے تو دوسری طرف قرآنِ حکیم کی صحیح ترجمانی کا منہ بولتا ثبوت بھی اور ایجازِ بیانی میں بھی یہ ترجمہ قرآن اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ آج پوری دنیا میں کوئی ترجمۂ قرآن کثرتِ اشاعت میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہوچکا ہے۔ طویل تفسیری مباحث کو چند لفظوں میں سمیٹ کر بیان کرنا بڑے کمال کی بات ہے اور یہ کمال اہل علم کو کنزالایمان میں جگہ جگہ بکھرا ملے گا۔"

(امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات، نوری مشن مالے گاؤں، ص ۳)

(۱۸) مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد......شاہی امام مسجد فتح پوری، دہلی:

"یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی علمی اور ادبی صلاحیتوں میں معاصرین اور متاخرین میں بہت اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ان کے پایہ کا عالم نہ ان کے دور میں تھا نہ آج ہے۔ قرآن کریم کا محتاط اور جامع ترجمہ وہی عالم کرسکتا ہے جس کو عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں مہارت ہو، جو محاورات اور ادبی فصاحت و بلاغت سے خوب واقف ہو۔ جو سیرتِ پاک مصطفےٰ ﷺ سے باخبر ہو۔ جس کو علومِ قرآنیہ کے ساتھ ساتھ فنِ حدیث پر بھی مکمل دسترس ہو۔ جو آیتِ کریمہ کے شانِ نزول اور اس وقت کے کوائف و حالات سے باخبر ہو۔ جس کے پاس عشقِ مصطفےٰ ﷺ کا خزانہ ہو۔ جو مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ بین الخوف والرجا لکھنے کا عادی ہو۔ جب ہم فاضل بریلوی کی حیات اور علمی مقام و مرتبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو صرف وہ ہی مجمع الکمالات کے پیکر میں سامنے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "کنزالایمان" دنیا بھر میں مقبول ہے۔ نہ صرف عوام وخواص بلکہ ہر طبقۂ فکر کے علما اس سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔"

(سہ ماہی افکار رضا ممبئی، جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۱)

(۱۹) ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی:

"کنزالایمان خزانۂ ایمان بھی ہے اور خزانۂ علم و عرفان بھی۔ بدمذاہب کے تراجمِ قرآن نے تقدیسِ الوہیت، عصمتِ رسالت اور صداقتِ اسلام پر ضرب کاری لگا کر مسلمانوں کو گمرہی کے دلدل میں ڈھکیلنے اور اعدائے اسلام کو اسلام کو بدنام کرنے کا جو سامان فراہم کیا تھا، امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن نے ان کے تار و پود بکھیر دیے۔ مسلمانوں کے عقیدہ و ایمان کے شہرستان میں اُجالا برپا کردیا اور زمانہ پر

اسلام کی حقانیت واضح کردی۔ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی عظمت و رفعت کا سکّہ بٹھا دیا اور شہر شہر سے لیکر گھر گھر اور قلب و جگر اور فکر و نظر میں محبتِ الٰہی اور عشق و احترامِ رسالت پناہی کی شمعیں فروزاں کردیں۔

کنزالایمان کا لفظ لفظ معتبر اور منشائے قرآن کے مطابق ہے اور اس ترجمہ سے امام احمد رضا کی قرآن فہمی، علمی و ادبی شان، تجدیدی آن بان اور عشقِ مصطفوی کے تب و تاب اور توانائی کی شعاعیں مچلتی نظر آتی ہیں۔ ترجمۂ قرآن کا یہ تقدیسی کارنامہ بھی اُمتِ مسلمہ پر بلکہ عالمِ انسانیت پر بھی امام احمد رضا کا ایک عظیم احسان ہے۔"

(کنزالایمان اور تحقیقی امور۔ غلام مصطفےٰ رضوی، ص ۲)

(۲۰) ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم......ریڈر شعبۂ اسلامیات، ہمدرد یونی ورسٹی، نئی دہلی:

"فاضل بریلوی مولانا الشاہ احمد رضا قادری کو فتاویٰ رضویہ کے علاوہ اور جن تصانیف نے شہرتِ دوام بخشی، ان میں "کنزالایمان" کا خصوصی مقام ہے۔ قرآنِ حکیم کے اس ترجمے نے حق و صداقت کی دنیا میں اپنا وقار اور معیار صرف برقرار ہی نہیں رکھا، بلکہ اس نے ایوانِ باطل میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اس ترجمہ میں توحید ربانی اور ناموسِ رسالت کا پاس ہر انداز میں موجود ہے۔"

(چند سطریں بعد) "امام احمد رضا نے قرآنِ حکیم کا ترجمہ کرکے ملتِ اسلامیہ پر احسانِ عظیم کیا ہے اور وہ اس لیے کہ جتنے قرآنی تراجم موجود تھے اس میں کسی نہ کسی طرح شانِ رسالت میں تنقیص کے پہلو نمایاں تھے اور کماحقہٗ عظمتِ توحیدِ ربانی کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ مگر آپ کا ترجمہ ان تمام خامیوں سے قطعاً مبرا ہے۔ اس ترجمے کے سلسلے میں خاص بات یہ ہے کہ قرآن حکیم کے جتنے تراجم اردو زبان میں کیے گئے ہیں، ان میں سے چند ہی تراجم ایسے موجود ہیں براہ راست قرآن کی عربی عبارات سے جو منتقل ہوئے ہیں۔ ان میں سے آپ کا ترجمہ کنزالایمان بھی ہے۔ بیش تر تراجمِ قرآن ایک دوسرے تراجم کی نقل یا اس کا چربہ ہیں۔"

(پیغام رضا کا امام احمد رضا نمبر۔ ۱۹۹۷ء ص ۷۷)

(۲۱) سیّد وجاہت رسول قادری......صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی:

"کنزالایمان، احادیثِ مبارکہ، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کرام کی تفاسیر کا نچوڑ ہے اور یہ کہ اس میں کوئی خلافِ شرع یا خلافِ اسلام مواد نہیں ہے۔

یہاں ہم امام احمد رضا سے علمی اور مسلکی اختلافات رکھنے والے علما اور اسکالرز سے بھی درخواست گزار ہیں کہ آپ علم وتحقیق کے میدان میں ذاتی بغض وعناد، گروہی حسد اور مسلکی تعصب کی عینک اتار کر ''نگاہِ عشق ومستی'' کی ٹھنڈی روشنی میں ''کنز الایمان'' کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ آپ کو یہاں ''ایمان'' کا بیش بہا خزانہ'' اور عشق مصطفوی ﷺ کی ''دولتِ بیدار'' ملے گی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کو ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر علم کی کسوٹی پر رکھیں۔ ان شاء اللہ اُن کو کھرا پائیں گے اور فکری اتحاد و یگانگت کی راہ پیدا ہوگی۔ جس کی آج ہمیں شدید ضرورت ہے۔ ''دانشِ نورانی'' کی روشنی میں ان کی شخصیت وتصانیف کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ اندھیروں سے اُجالوں میں آجائیں گے۔ اس لیے کہ نورِ بصیرت سے مزین مطالعہ اندھیروں سے اجالے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔''

(سہ ماہی افکار رضا، ممبئی جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۴)

(۲۲) ڈاکٹر مجید اللہ قادری:

''امام احمد رضا بریلوی کے ترجمہ قرآن کا ایک امتیازی پہلو دیگر معروف اردو قرآنی مترجمین کے مقابلے میں یہ ہے کہ جو جامعیت، معنویت اور مقصدیت قرآن کے کلمات میں پوشیدہ ہے اس کی مکمل جھلک امام موصوف کے ترجمے میں نمایاں ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے کہ مترجم کے ذہن میں وہ تمام تفاسیر، لغوی معنی، اس کے متعلق احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ صحابہ موجود ہو۔ اور ساتھ ہی ساتھ قوتِ حافظہ بھی اتنا قوی ہو کہ وہ کمپیوٹر کی طرح کام کرے، جس طرح کمپیوٹر کا بٹن دبا کر مطلوبہ معلومات (Information) یکجا طور پر ایک ہی نظر میں اسکرین پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مترجم کا ذہن بھی اتنا قوی اور فعال ہو کہ فوراً ان تمام کلمات کے مقامات کو یکجا کرکے اور ان کی جامعیت، معنویت اور مقصدیت کے پیش نظر ایسے الفاظ کا انتخاب کرے کہ ترجمہ میں کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے اور نہ عبارت میں کوئی جھول۔ حقیقت میں بلا امتیاز اگر امام احمد رضا کے ترجمہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ یہ ترجمہ تفاسیر اور لغات کی مستند کتب کی عکاسی کرتا ہے۔''

(کنز الایمان اور معروف قرآنی تراجم، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ص ۵۳۲، ۵۳۳)

(۲۳) ڈاکٹر صابر سنبھلی ...... صدر شعبۂ اردو ایم۔ ایچ (پی جی) کالج مرادآباد:

''یہ ترجمۂ قرآن امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا مسلمانوں کے لیے عمدہ تحفہ ہے۔ عام طور سے یہ بات بھی لوگوں کی معلوم نہیں کہ اس ترجمے کے لیے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ جو لوگ امام احمد رضا کی تصنیفی اور خاص کر فتاوی نویسی کی مصروفیات سے واقف ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے پاس وقت کی کتنی کمی تھی۔ ان کے عزیز شاگرد و صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت چاہتے تھے کہ اگر امام احمد رضا قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ کردیں تو وہ اُن کے علم و فضل اور عشق رسول کی وجہ سے ایک لاثانی ترجمہ بن جائے گا۔ انہوں نے اس کے لیے کئی بار فاضلِ بریلوی سے عرض کیا لیکن باوجود وعدوں کے اس کے لیے وقت نہیں نکل سکا۔ آخر یہ طے پایا کہ صدر الشریعہ دوپہر کو قیلولہ کے وقت یا رات کو سوتے وقت فاضلِ بریلوی کے پاس پہنچ جایا کرے اور ایسا ہی ہوا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ رہا کہ صدر الشریعہ آیاتِ قرآنی پڑھتے جاتے اور آپ ان کا ترجمہ املا کراتے جاتے۔ مترجم کے پاس نہ تفاسیر قران دیکھنے کی فرصت تھی، نہ ترجمہ کی زبان پر نظر ثانی کرنے کا وقت، چاہیے تھا کہ ایسی رواداری (بلکہ بھاگ دوڑ) میں کیا گیا ترجمہ معمولی ترجمہ ہوتا، لیکن یہ مترجم علیہ الرحمہ پر اللہ رب العزت کا کرم خاص تھا کہ یہ ترجمہ اردو ترجمہ میں شاہ کار ہوگیا۔ یہ کام ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں مکمل ہوا۔''

(سہ ماہی افکار رضا، ممبئی جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۶)

(۲۴) سید صابر حسین شاہ بخاری:

''یوں تو قرآن کریم کے کئی تراجم ہیں لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمہ ''کنز الایمان'' کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اس کی اشاعت کئی لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اسے کئی زبانوں میں بھی منتقل کردیا گیا ہے۔ اس کے محاسن پر درجنوں مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ اس کی مقبولیت کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ عشق مصطفےٰ ﷺ میں ڈوب کر لکھا گیا ہے۔''

(سہ ماہی افکار رضا ممبئی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۹ء ص ۴۲)

(۲۵) مولانا رضاء المصطفےٰ اعظمی ...... مہتمم امجد واحمد رضا اکیڈمی، کراچی:

''یوں تو آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل بڑی طویل ہے لیکن ان میں سب سے

بڑا علمی کارنامہ ترجمۂ قرآن مجید ہے۔ ترجمہ کیا ہے قرآن حکیم کی اردو میں ترجمانی ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کا یہ ترجمہ الہامی ترجمہ ہے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ اعلیٰ حضرت نے جملہ مستند و مروج تفاسیر کی روشنی میں قرآن حکیم کی ترجمانی فرمائی ہے۔ جس آیت کی وضاحت مفسرین کرام کئی کئی صفحات میں فرمائیں۔ مگر اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی عنایت فرمائی کہ وہی مفہوم ترجمہ کے ایک جملہ یا ایک لفظ میں ادا فرمایا۔ قلیل جملہ کثیر مطالب اسی کو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے ہر پڑھنے والے کی نگاہ میں قرآن کریم کا احترام، انبیا کی عظمت اور انسانیت کا وقار بلند ہوتا ہے۔"

(قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی، ص ۴ مطبوعہ رضوی کتاب گھر بھیونڈی)

(۲۶) ڈاکٹر محمد ہارون...... سابق استاذ آکسفورڈ یونی ورسٹی برطانیہ

"امام احمد رضا نے رسولِ اکرم ﷺ پر کسی بھی طرح کی تنقید کرنے یا اُن کی عظمت و کمال میں کوئی بھی شک پیدا کرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا۔ انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے مرتبہ و کمال کو گھٹانے والے وہابی تراجم قرآن کے مقابلے میں اردو زبان میں قرآن حکیم کا بہت ہی خوبصورت ترجمہ پیش کیا۔

(پیغامِ رضا کا خصوصی شمارہ مارچ ۲۰۰۷ء، ص ۶۲)

(۲۷) ڈاکٹر ظہور احمد اظہر...... چیئرمین شعبۂ عربی پنجاب یونی ورسٹی لاہور:

"فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہشت پہلو ہی نہیں ہمہ جہت ہے۔ اُن کی سیرت و شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ و استیعاب بہت مشکل کام ہے۔ ان کا خوبصورت ترجمۂ قرآن کریم کنزالایمان تمام قدیم و جدید تراجم میں منفرد ہے۔ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے وقتوں میں بھی ابھی اردو زبان ناپختہ تھی لیکن مولانا احمد رضا خاں کے عہد تک اردو زبان کافی منجھی ہوئی زبان بن چکی تھی پھر چونکہ وہ اہلِ زبان تھے، اس لیے اردو کے ساتھ ہندی پر بھی انھیں قدرت حاصل تھی اور عربی زبان میں بھی انھیں کمال حاصل تھا۔ اس طرح عربی اور اردو دونوں زبانوں کا عالم اور شاعر و ادیب ہونے کے باعث انھیں ترجمۂ قرآن کرتے وقت ہر دو زبانوں پر قدرت کے عملی مظاہرہ کا موقع ملا اور بے ساختہ ترجمۂ قرآن مکمل ہوگیا تو آپ نے اسے کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کا خوبصورت نام دیا۔ مولانا کے اس ترجمے میں

مناسب الفاظ کی آمد اور حسین اسلوب بیان کا امتیازی رنگ دکھائی دیتا ہے۔ ٹھیٹھ اردو الفاظ کے ساتھ قرآن کریم کے عربی الفاظ کا نہایت عمدہ اور موزوں امتزاج ملتا ہے۔"

(ماہنامہ معارف رضا کراچی جولائی ۲۰۰۵ء، ص ۲۲)

(۲۸) ڈاکٹر جمیل احمد...... چیئرمین شعبۂ عربی کراچی یونی ورسٹی:

"امام احمد رضا بریلوی کا ترجمۂ قرآن بڑا محتاط، مثالی، بامحاورہ اور سلیس ہے"۔

(حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر۔ جہانِ رضا لاہور اکتوبر نومبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۳۲)

(۲۹) ڈاکٹر رشید احمد جالندھری...... ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، پاکستان:

"سورۂ والضحیٰ میں آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: "ووجدک ضالا فھدی" مولانا (احمد رضا) اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ آں حضرت ﷺ کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ زمانۂ نبوت سے پہلے بھی ان کے دامنِ وقار و تمکنت پر قبائلی رسم و رواج یا اہلِ مکہ کی بُت پرستی و گمراہی کا کوئی داغ نہیں ہے، اس لیے اس آیت کریمہ میں لفظ ضلال کا وہی ترجمہ زیادہ مناسب ہے جو مولانا نے کیا ہے۔"

(پیغامِ رضا کا امام احمد رضا نمبر۔ ۱۹۹۷ء، ص ۱۹۱)

(۳۰) پروفیسر رفعت جمال صاحبہ...... صدر شعبۂ اردو بنارس ہندو یونی ورسٹی، بنارس انڈیا:

"انہوں نے عشقِ رسول سے سرشار ہوکر قرآن مجید کا ترجمہ فصاحت و بلاغت کو مدنظر رکھ کر بہت ہی محتاط انداز میں نہایت سلیس، شگفتہ اور روزمرہ کی زبان میں کیا جو اردو نثر کا عظیم شاہکار ہے۔"

(ماہنامہ معارف رضا کراچی جولائی ۲۰۰۵ء، ص ۳۱)

(۳۱) مولانا سعید بن یوسف زئی...... امیر جمعیت اہلحدیث، پاکستان:

"یہ (کنزالایمان) ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے جس میں پہلی بار اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقتِ ترجمہ اس کی جلالت، علوت، تقدس و عظمت و کبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہلِ حدیث سمیت کسی بھی مکتبِ فکر کے علما کے ہوں، ان میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ اس طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا، شفیع روزِ جزا، سیدالاولین والآخرین، امام الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے

یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقتِ ترجمہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اَوروں کی طرح لفظی ولغوی ترجمے سے کام نہیں لیا۔ بلکہ صاحب ما ینطق عن الھوی' اور ورفعنا لک ذکرک کے مقامِ عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جو دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے۔"

(کنزالایمان اہلِ حدیث کی نظر میں، مشمولہ معارف رضا ۱۹۸۳ء ص ۹۰)

(۳۲) ماہ نامہ الحسنات (جماعتِ اسلامی ہند کا ترجمان) رام پور۔ انڈیا:

"فقہ میں جدالممتار اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی کارنامہ ترجمۂ قرآن مجید ہے جو ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے منظر عام پر آیا اور جس کے حواشی "خزائن العرفان فی تفسیر القرآن" کے نام سے مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے تحریر فرمائے۔ یہ ترجمہ اس حیثیت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ جن چند آیاتِ قرآنی کے ترجمے میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جلّ مجدہ اور آنحضرت ﷺ کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے۔ احمد رضا خاں نے ان کے بارے میں خاص احتیاط برتی ہے۔"

(شخصیات نمبر۔ ماہ نامہ الحسنات، رام پور ۱۹۷۹ء، ص ۵۴۔۵۵)

(۳۳) ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین:

"امام احمد رضا قرآن میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے۔ امام احمد رضا کا شمار عالمِ اسلام کے اُن خواص علما میں ہوتا ہے جن کی قامت پر "رسوخ فی العلم" کی قبا راست آتی ہے۔ قرآنِ کریم سے اُن کو غیر معمولی شغف تھا۔ انھوں نے اللہ کے کلام میں غیر معمولی تدبّر کیا۔ اسی مسلسل تدبر وفکر کا نتیجہ تھا کہ امام احمد رضا کو قرآن پاک سے خاص نسبت ہوگئی۔ ان کا ترجمۂ قرآن ان کے برسوں کے فکر وتدبر کا نچوڑ ہے۔"

(کنزالایمان اور معروف قرآنی تراجم، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ص ۳۳۶)
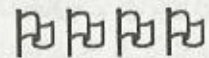
منظومات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ پر نثری و شعری اظہاریے اتنے زیادہ ہیں کہ تعداد و شمار اُس کا بوجھ مشکل ہی سے اُٹھا سکتے ہیں. ہند و پاک اور دیگر ممالک میں امام احمد رضا سے عقیدت رکھنے والا کون ایسا شعری ذوق کا حامل سُنّی مسلمان ہو گا جس نے امام احمد رضا کی عقیدت میں اپنے احساس کی لہروں کو اشعار میں مجسّم نہ کیا ہو گا. جو مناقب ہمیں موصول ہوئیں وہ زیر نظر باب میں شامل ہیں. خاص طور سے گلِ گلزارِ برکاتیت حضرت حسنین میاں نظمی مدظلہ العالی کا شعری اظہاریہ اس بات کی زینت ہے اور جناب ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب نے امام احمد رضا کے تعلق سے اپنا نیا شعری تجربہ پیش کیا ہے. اس کے علاوہ دو شعرا کے مناقب اور شامل ہیں.

.... ص۔ ر۔ مصباحی

باب ہشتم

یا الٰہی مسلکِ احمد رضا خاں زندہ باد

از: سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی

نور احمد کی ضیا ہے مسلکِ احمد رضا — شمعِ دینِ مصطفیٰ ہے مسلکِ احمد رضا

لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہے مسلکِ احمد رضا — مسلکِ احمد رضا ہے، مسلکِ احمد رضا

مذہب حنفی ہو یا ہو مشربِ غوث و علی — ہم تلک پہنچا رہا ہے مسلکِ احمد رضا

رب کو مانو اور حبیبِ رب سے تم اُلفت کرو — ہاں یہی تو کہہ رہا ہے مسلکِ احمد رضا

اک مثلث تھے رضا علم و عمل اور عشق کے — زاویہ در زاویہ ہے مسلکِ احمد رضا

یہ سکھاتا ہے شریعت اور طریقت کے اُصول — دین و ایماں کی جلا ہے مسلکِ احمد رضا

فی زمانہ سُنّیت کی بس یہی پہچان ہے — سکہ رائج وقت کا ہے مسلکِ احمد رضا

پوری سُنّی دنیا میں سچے عقیدے کے لیے — ابتدا اور انتہا ہے مسلکِ احمد رضا

اعلیٰ حضرت کا یہ احساں ہم مسلمانوں پہ ہے — عشقِ احمد دے رہا ہے، مسلکِ احمد رضا

نام کے سیّد جو جلتے ہیں رضا کے نام سے — اُن کے دل میں چبھ رہا ہے مسلکِ احمد رضا

سامنا ہوتا ہے جب بھی دشمنانِ دین سے — ڈھال بن کر آ گیا ہے مسلکِ احمد رضا

مرشدِ مارہرہ نے نسبت رضا کو ایسی دی — شرحِ دینِ حق بنا ہے مسلکِ احمد رضا

خاندانِ برکت الٰہی کا یہ فیضان ہے — نور سرتاپا بنا ہے مسلکِ احمد رضا

نظمی تم کو کیوں نہ برکاتی رضا پہ ناز ہو
تم نے گھٹی میں پیا ہے مسلکِ احمد رضا

ممبئی، ۲۵ جنوری ۲۰۰۸ء

تضمین بر کلامِ اعلیٰ حضرت

سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

دل کے آنگن میں یہ ایک چاند سا اُترا کیا ہے
موج زن آنکھوں میں یہ نور کا دریا کیا ہے
ماجرا کیا ہے یہ آخر یہ معما کیا ہے
"کس کے جلوے کی جھلک ہے، یہ اُجالا کیا ہے
ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے"

زائرِ گنبدِ خضریٰ، تجھے اب فکر ہے کیا
سامنے وہ بھی ہیں، اللہ کا در بھی ہے کھلا
چپ نہ رہ، کھول زباں، دامنِ مقصد پھیلا
"مانگ من مانتی، منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں ناں ہے، نہ منگتا سے یہ کہنا، کیا ہے؟"

خود نگر ہے، نہ وہ گستاخ، نہ وہ ظالم ہے
بد عقیدہ ہے نہ وہ چرب زباں عالم ہے
نسلِ خدام سے منسوب کوئی خادم ہے
"یوں ملائک کریں معروض کہ ایک مجرم ہے
اُس سے پرسش ہے: بتا تونے کیا کیا ہے"

روبرو داورِ محشر کے ہے اک عصیاں کیش
ہے اُدھر مالکِ کل اور ادھر یہ درویش
معصیت کار، خطادار، گنہ بیش از بیش
" سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہے پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے"

نوحہ زن ہے دلِ برباد کہ یا شاہِ رُسل

اب کہاں جائے یہ ناشاد کہ یا شاہِ رُسل
وقتِ امداد ہے، امداد! کہ یا شاہِ رُسل
" آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رُسل
بندہ بے کس ہے شہا! رحم میں وقفہ کیا ہے"

ہے عنایت، جو مَیں مصروفِ ثنا ہوتا ہوں
ورنہ اوقات مری کیا ہے، مَیں کیا ہوتا ہوں
غم تو بس یہ ہے کہ محرومِ نوا ہوتا ہوں
"اب کوئی دم میں گرفتارِ بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے، کھٹکا کیا ہے"

عرصۂ حشر میں تھا بیم و رجا کا عالم
سخت مشکل میں گھری تھی مری جانِ پُرغم
ہاتھ میں تھامے ہوئے حمدِ الٰہی کا علم
" لو! وہ آیا مرا حامی، مرا غم خوارِ اُمم
آگئی جاں تنِ بے جاں میں، یہ آنا کیا ہے"

یوں مرے سر سے بلا خوف کی ٹالیں سرور
حشر کی بھیڑ میں چپکے سے بلا لیں سرور
پہلے قدموں میں ذرا دیر بٹھا لیں سرور
" پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور
اور فرمائیں ہٹو! اس پہ تقاضا کیا ہے"

تیرے اشعار میں ہے عشقِ نبی کی مہکار
نعت کے باغ میں آئی ہے، ترے دم سے بہار
تجھے کرتا ہے نصیرؔ، اہلِ ولایت میں شمار
"اے رضاؔ! جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ! ترا کہنا کیا ہے"

منقبت اعلیٰ حضرت

از: ڈاکٹر صابر سنبھلی

(نوٹ: اس منقبت کو چار طریقوں سے پڑھنا چاہیے: (۱) پورے پورے مصرعے پڑھنے چاہییں۔ (۲) بریکٹ سے پہلے کا جز بریکٹ کے اندر مندرج عبارت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ (۳) بریکٹ میں مندرج عبارت کو اُس کے بعد والی عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے۔ (۴) صرف وہ الفاظ پڑھنے چاہییں جو بریکٹوں کے اندر مرقوم ہیں۔)

صاحبِ عظمت (صاحبِ عزّت، صاحبِ نسبت) اعلیٰ حضرت
پیارے حضرت (میرے حضرت، سب کے حضرت) اعلیٰ حضرت

مفتیٔ عالم! (بحرِ فضیلت! فخرِ کرامت!) اعلیٰ حضرت!
بیکس ہوں میں (بہرِ خدا ہو مجھ پہ عنایت) اعلیٰ حضرت!

ہر ہر لمحہ (یادِ خدا یا، دین کی خدمت) اعلیٰ حضرت!
جو بھی قدم تھا (جو بھی عمل تھا، وہ تھا عبادت) اعلیٰ حضرت!

سچ کہتا ہوں (مجھ جیسے سے، ناممکن ہے) ناممکن ہے
حیراں ہوں میں (کیسے بیاں ہو، آپ کی عظمت) اعلیٰ حضرت!

علم کے آگے (سارے مخالف، گم صُم گم صُم) سے رہتے تھے
کوئی کہیں تھا (سب پہ طاری، آپ کی ہیبت) اعلیٰ حضرت!

حق کی طرف سے (دینِ خدا کے آپ مجدّد) ہوکر آئے
آپ تھے بے شک (شرک کے قاتل، قاطعِ بدعت) اعلیٰ حضرت!

میری دعا ہے (میرے آقا، سایہ فگن ہو) شامِ ابد تک
آپ کی پیاری (قبر کے اوپر، ربّ کی رحمت) اعلیٰ حضرت!

منگتا ہے یہ (صابرؔ کو بھی، کاش بھی عطا) کاش عطا ہو
نام پہ رب کے (میرے آقا، علم کی دولت) اعلیٰ حضرت!

منقبت در شانِ امام احمد رضا

نتیجہ فکر: محمد توفیق احسنؔ برکاتی مصباحی

الجامعۃ الغوثیہ، ممبئی۔۳

یہ ذوقِ طلب کی گزارش ہے کیسی، عطا ہوں عقیدت کے موتی خدارا
زمانے کو معلوم ہے یہ حقیقت، طلب نے ہے کیوں بس تمہیں کو پکارا

خدا نے چنا ہے تمہیں جب مجدد، یہ علمائے عرب و عجم ہیں مؤید
کہ احیائے دینِ محمد کی خاطر حیاتِ جہاں کا ہے لمحہ گزارا

عطا کیں ہزاروں کتابیں جہاں کو، جھنجھوڑا ہے جس نے خیال و گماں کو
عطائے الٰہی ہے یہ کارنامہ، نہ پایا زمانے نے جس کا کنارا

یہ حُسام الحرمین کیوں مقتدر ہے؟ یقیناً یہ فضلِ شہِ بحر و بر ہے
جو اہلِ سنن ہیں وہ رکھتے ہیں دل میں، عقیدے میں ہوگا کبھی نہ خسارا

عطائے نبی ہیں فتاویٰ تمہارے، عیاں ہے جو نام مبارک سے اس کے
تبحر مسلم ہے سب کو تمہارا، کیا سر ثریا سے اونچا ہمارا

دیا نام ہے کنزالایمان اس کا، لکھایا کلامِ الٰہی کا معنیٰ
یہ صدرالشریعہ کی اک التجا تھی، بنا جو شریعت کا دلکش منارا

بریلی بنا مرکزِ عشق و الفت، یہ ہے آپ کی ایک زندہ کرامت
جھکائے جبینِ عقیدت زمانہ، دیا پیر و مرشد کا عمدہ دُوارا

پئیں گے شرابِ محبت دکھا کر، خدا کے کرم سے بریلی میں جاکر
نشانِ مدینہ نظر آئے گا تو لگائیں گے ہم اعلیٰ حضرت کا نعرا

نبی کے عدو کو ملی ہے ہزیمت، ترے نام پر ان کی آئی ہے شامت
یہ خامہ رضا کا بہت قیمتی ہے، عجب پیش کرتا ہے دلکش نظارا

یہ فکرِ رضا کی ضیا پاشیاں ہیں، یہ تذکار کی جلوہ سامانیاں ہیں
ترے نام سے اس نے پائی ہے عزت، کرم ہو کہ چلتا رہے یہ ادارا

برستی ہیں فیض و کرم کی گھٹائیں، عجب کیف و مستی میں ہیں یہ فضائیں
کیا ذکرِ احمد رضا تم نے احسنؔ کہ جس نے دیا شاعری کا اشارا

منقبتِ اعلیٰ حضرت

از حافظ مطلوب بیگم پوری

ہم تمہارے ہیں تمہارے اے امام احمد رضا
تم ہمارے ہو ہمارے اے امام احمد رضا

پیشوائے اہلِ سُنّت، نائبِ شاہِ عرب
آپ ہیں میرے سہارے اے امام احمد رضا

آپ کی تقریر ہو یا آپ کی تحریر ہو
علم کے بہتے تھے دھارے اے امام احمد رضا

غوثِ اعظم کا نرالا فیض پایا مرحبا
آپ ہیں اُن کے دُلارے اے امام احمد رضا

اے رضا، پیارے رضا، اچھے رضا مجھ پر کرم
اہلِ سُنّت کے سہارے اے امام احمد رضا

علم کے دریا بھی ہو کنزالکرامت بھی ہو تم
درجے ہیں اعلیٰ تمہارے اے امام احمد رضا

آپ کا مطلوبؔ ہے بے شک سگِ دَر آپ کا
کیوں نہ خود کو دَر پہ وارے اے امام احمد رضا

افکارِ رضا کے دھنک رنگ

(اشاریہ)

(سہ ماہی "افکارِ رضا" کے اشاعتی نشانات)

سہ ماہی افکارِ رضا

شمارہ: ۱ - ۴۹

(جولائی ۱۹۹۵ء تا ستمبر ۲۰۰۷ء)

مرتب: سید صابر حسین شاہ بخاری القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا مبارک نام ہے یہ نامِ افکارِ رضا سُنّیت کا ہے چھلکتا جام افکارِ رضا

دنیائے رضویت کے شاہین، برادرم جناب محمد زبیر قادری نے جو ایک دردمند اور فعال کارکن ہیں، انہوں نے اپنے مخلصین کے ساتھ ۱۹۹۲ء میں ممبئی میں "تحریکِ فکرِ رضا" کی بنیاد رکھی۔

اس تحریک کے اغراض و مقاصد درج ذیل تھے:

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار و نظریات کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرانا۔

☆ علمائے اہلِ سُنّت و جماعت کی رہنمائی میں مفکرین اور محققین کی ایک ٹیم کا فکرِ رضا کی ترویج و اشاعت میں دن رات کوشاں رہنا۔

☆ امام احمد رضا کی تصانیف کو سہل انداز میں جدید اسلوب کے ساتھ شائع کرنا۔

☆ امام احمد رضا کی تصانیف کو ملک کی مختلف اور بین الاقوامی زبانوں میں شائع کرنا۔

☆ اربابِ فکر و دانش کو امام احمد رضا کی تحقیقات کی طرف متوجہ کرنا۔

☆ ہر اُٹھتے ہوئے سوال کا امام احمد رضا کی تحقیقات کی روشنی میں جواب دینا۔

کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے لٹریچر انتہائی ضروری ہے۔ محمد زبیر قادری نے بھی تحریکِ فکرِ رضا کو کامیاب بنانے کے لیے لٹریچر کی طرف خصوصی توجہ دی۔ کتابیں شائع کیں اور اسٹیکرز شائع کر کے تقسیم کیے۔ امام احمد رضا کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے انھوں نے اہلِ سُنّت کو ایک نعرہ دیا **"آپ سُنّی ہیں اور امام احمد رضا کو نہیں جانتے؟ تعجب ہے!!!"** یہ نعرہ انھوں نے اسٹیکر کی شکل میں شائع کر کے عام کیا اور آج برسوں بعد بھی اُن کا یہ نعرہ دنیا بھر میں لوگوں کو اعلیٰ حضرت کی طرف راغب کر رہا ہے۔ یہ نعرہ اتنا مقبول ہوا کہ ہند و پاک کے بہت سارے ناشرین اسے شائع کر رہے ہیں۔ ایک دوست اللہ بخش مکاندار رضوی (ہبلی) نے تو کہا کہ زبیر قادری کا یہ نعرہ بارگاہِ رضویت میں مقبول

ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک ایسے رسالے کی ضرورت تھی جو تحریکِ فکرِ رضا کا ترجمان بن کر سامنے آئے۔ محمد زبیر قادری کو افکارِ رضا کے اجرا کا خیال کیسے آیا؟ علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مدیرِ اعلیٰ، جہانِ رضا، لاہور) کی زبانی سماعت فرمایئے:

"ایک زمانہ تھا۔ ممبئی میں ہمارے ایک دوست معین الدین احمد، مالک اجمیری کتب خانہ مطبوعات منگوایا کرتے تھے۔ ہم ان کتابوں میں "جہانِ رضا" کے چند شمارے رکھ دیا کرتے تھے۔ محمد زبیر قادری چلتے پھرتے "جہانِ رضا" اُٹھاتے اور اوّل سے آخر تک پڑھتے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے افکار کو دل کی گہرائیوں میں سمیٹتے۔ یہ مطالعہ، یہ محبت، یہ عشق انہیں کشاں کشاں بریلی کی گلیوں میں لے گیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مزار پر لے گیا۔ اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے ذخیروں میں لے گیا۔ افکارِ رضا کی وادیوں میں لے گیا۔ پھر گلستانِ رضا کے باغوں میں لے گیا۔ اور انہوں نے اعلان کیا کہ تحریک فکر رضا ممبئی "افکارِ رضا" جاری کرے گی اور لوگوں کو آواز دے کر کہا کہ:

"رضا کی زباں تمہارے لیے رضا کی فغاں تمہارے لیے

ممبئی سے "افکارِ رضا" دراصل "جہانِ رضا، لاہور" کے باغوں کا ایک پھول بن کر نکلنے لگا۔" (۱)

محمد زبیر قادری خود بھی اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ہمیں "جہانِ رضا" کا انداز پسند آیا کہ جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی حیات و خدمات کے پہلوؤں کو علمی و تحقیقی مثبت طریقے پر پیش کیا جاتا تھا، جس کے پڑھنے سے کالج و یونی ورسٹی کے افراد ضرور متاثر ہو سکتے تھے اور ہم نے مرکزی مجلسِ رضا کے سابقہ کام کی روشنی میں اندازہ لگایا کہ اب تک مجلسِ رضا نے پڑھے لکھے حلقوں میں اچھے اثرات مرتب کیے۔ میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ اس طرح کا کوئی رسالہ ہمیں بھی شائع کرنا چاہیے۔ گو کہ ہم بالکل ہی ناتجربہ کار تھے، اس سلسلے میں رہنمائی کے لیے کئی علمائے کرام کو خطوط لکھے مگر ایک دو حضرات کے علاوہ کسی نے جواب تک نہیں دیا۔ تب مَیں نے علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کو لاہور خط بھیجا اور اپنی تنظیم کا تعارف کرا کر تعاون و رہنمائی طلب کی۔ حضرت کا بہت حوصلہ افزا خط آیا، مجھے آج تک اس مختصر سے خط کا متن یاد ہے کہ:

"آپ بے فکر ہو کر کام شروع کریں، ہم نے تو جب کام شروع کیا تھا تو صرف ایک رجسٹر اور قلم لے کر بیٹھے تھے، اگر آپ کو مالی تعاون کی بھی ضرورت پیش آئے تو ہم حاضر ہیں۔" (۲)

المختصر علامہ فاروقی کا یہی محبت نامہ محمد زبیر قادری کے لیے محرک بنا اور انہوں نے نہایت بے

سروسامانی کی حالت میں سہ ماہی مجلّہ افکارِ رضا کے اجرا کا اعلان کردیا۔ ستمبر ۱۹۹۵ء میں افکارِ رضا کا مختصر شمارہ مطلعِ صحافت پر طلوع ہوا۔ فاضل مدیر کو احساس تھا کہ اس راہ میں کتنی مشکلات حائل ہوں گی لیکن اس کے باوجود آپ پُراعتماد تھے۔ چنانچہ اس کا اظہار آپ نے پہلے شمارے کے اداریے میں ان الفاظ میں کیا تھا:

"تحریکِ فکرِ رضا، امام احمد رضا محدّث بریلوی کے افکار و نظریات کو عام کرنے کے لیے وجود میں آئی ہے، بلاشبہ اس راہ میں بہت دشواریاں ہیں اور ہماری ناتجربہ کاری بھی کوششوں میں حائل ہے، لیکن ہمارا مقصد خالص ہے اور ہمیں اللہ رب العزت اور اس کے پیارے محبوب ﷺ پر مکمل اعتماد ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔" (۳)

افکارِ رضا تیزی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ اگرچہ اس کی تیز رفتاری میں کئی رکاوٹیں آئیں، لیکن فاضل مدیر نے نہایت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، جب افکارِ رضا میں تاخیر ہوجاتی تو فاضل مدیر کے جذبات و احساسات کچھ اس طرح سامنے آتے تھے:۔

"افکارِ رضا کا زیرِ نظر شمارہ بہت تاخیر سے آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔ قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں رسالہ جاری کرنا کس قدر دشوار طلب کام ہے۔ چہ جائیکہ اسے شائع کرکے مفت تقسیم کرنا، قارئین دعا فرمائیں کہ فروغِ فکرِ رضا کے اس مشن کو مستقل جاری رکھ سکیں۔" (۴)

مزید ملاحظہ فرمائیے:

"افکارِ رضا کا موجودہ شمارہ کافی تاخیر سے شائع ہورہا ہے، آج تک اس قدر تاخیر کبھی نہیں ہوئی۔ ہمیں کچھ مسائل درپیش تھے جو آہستہ آہستہ دور ہورہے ہیں۔ ترقی کی جانب گامزن ہونے کے لیے ہم نے کچھ اقدامات کیے تھے، اس لیے ہماری ساری توجہ اس طرف ہی مبذول ہوگئی تھی۔ ان شاء اللہ قارئین اگر ہمارے لیے دعاگو رہے تو ہم ضرور واپس آپ کی خدمت میں افکارِ رضا کو مزید بہتر طور پر پیش کرسکیں گے۔" (۵)

دیکھا! جذبات میں کس قدر کرب پنہاں ہے۔ زبیر قادری نے نہایت مشکل حالات میں بھی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور افکارِ رضا کو بند نہ ہونے دیا اور امیدِ واثق ہے کہ آیندہ بھی آپ کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آئے گی۔ ان شاء اللہ

دنیائے رضویات میں "معارفِ رضا" (کراچی)، جہانِ رضا (لاہور) اور افکارِ رضا (ممبئی) کو

شہرتِ عام اور بقائے دوام حاصل ہے۔ جہاں جہاں معارفِ رضا اور جہانِ رضا پہنچا، وہاں وہاں افکارِ رضا نے بھی دستک دی۔ جب بھی کوئی محقق فکرِ رضا کا ارتقائی سفر ترتیب دے گا تو ان رسائل کو نظر انداز نہیں کرسکے گا۔

علامہ فاروقی جو دنیائے رضویات کے مایہ ناز ادیب ہیں، افکارِ رضا کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میں افکارِ رضا کا قاری ہوں۔ اس کا صفحہ صفحہ میرے سامنے کھلتا ہے تو دل و جان وجد کرنے لگتے ہیں۔ اس کے اداریے افکارِ رضا کی روشن تحریریں ہیں، بلند پایہ مضامین اور علمی مقالات مجھے دعوتِ مطالعہ دیتے ہیں، مجھے افکارِ رضا کے رضا نامے اور اداریے گلہائے رنگا رنگ دکھائی دیتے ہیں، رضا ناموں میں تنقید و تحسین کے نقش و نگار افکارِ رضا کا حسن دوبالا کرتے ہیں۔ یہ واحد جریدہ ہے جو سارے ہندستان میں فکر رضا کی ترجمانی کرتا ہے اور دنیائے رضویت کے اہلِ علم و فضل اسے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔" (۶)

افکارِ رضا کے اب تک ۴۹ شمارے شائع ہوچکے ہیں، ان شماروں میں اداریات، مقالات، متفرقات، منظومات، تبصرۂ کتب اور رضا نامے شامل ہیں۔ مجموعی طور پر ان شماروں کے ۲۷۸۲ صفحات بنتے ہیں۔ فاضل مدیر اس کا پچاسواں شمارہ ایک خاص نمبر کے طور پر سامنے لا رہے ہیں جو رضویات پر ایک عظیم احسان اور ضخیم نمبر کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

راقم بعض مجبوریوں کے پیشِ نظر اس عظیم نمبر کے لیے کچھ نہ لکھ سکا، جس کا قلق تھا۔ لیکن جب خلیل احمد رانا صاحب نے جہانیاں سے، شکیل احمد قادری عطاری نے خانیوال سے اور سید منور علی شاہ بخاری رضوی نے امریکہ سے راقم کو افکارِ رضا کے خاص نمبر میں شمولیت کے لیے اصرار کیا اور آخر الذکر منور شاہ نے کہا کہ کم از کم افکارِ رضا کا اشاریہ ہی ترتیب دے دیں تاکہ خاص نمبر کی افادیت میں اضافہ کیا جائے۔ یہ حسنِ اتفاق ہے کہ معارفِ رضا کے سالناموں کا اشاریہ بھی راقم نے ترتیب دیا تھا اور اب افکارِ رضا کے اشاریے کے لیے بھی منور شاہ بخاری نے اس فقیرِ بے نوا کا انتخاب فرمایا۔ یہ ایک اچھا خیال اُن کو آیا اور راقم نے اپنی دیگر مصروفیات ترک کرکے اپنی توجہ افکارِ رضا کے اشاریے پر مرکوز کردی۔

یہ اشاریہ نہایت عجلت میں صرف ایک ہفتے میں مرتب ہوا۔ میں مشکور ہوں جناب حسن نواز شاہ (اسلام آباد) کا کہ انہوں نے میری گزارش پر کمپوز کرکے مدیرِ مجلّہ کو ای۔میل کردیا۔

پیشِ نظر اشاریہ چھ حصص پر مشتمل ہے:۔

۱۔ اداریات: عنوانات کی ترتیب سے اداریات کا اشاریہ ترتیب دیا گیا ہے اور جن اداریوں پر عنوانات نہیں تھے انہیں سرسری نظر سے پڑھ کر اپنی طرف سے عنوانات قائم کردیے ہیں۔ ترتیب

الفابائی ہے۔ تقریباً تمام ہی اداریے مدیر محترم محمد زبیر قادری نے لکھے ہیں، البتہ کچھ اداریے دوسروں کے بھی شائع کیے گئے ہیں۔ لہٰذا صرف اُن اداریوں کے آگے اُن کے نام لکھ دیے گئے ہیں۔

۲-**مقالات**: مقالہ نگار کا نام، اس کے نیچے عنوانِ مقالہ، شمارہ نمبر اور قوسین میں ماہ وسال، آخر میں وہ صفحات جن پر مقالہ موجود ہے۔ اندراجات کی ترتیب مقالہ نگاروں کے اعتبار سے الفابائی ہے۔

۳-**متفرقات**: اس میں شذرات، اعلانات وغیرہ شامل ہیں۔

۴-**منظومات**: سب سے پہلے شاعر کا تخلص، قوسین میں پورا نام اور صنفِ سخن کا پہلا مصرع، جبکہ باقی ترتیب حسب سابق ہے۔

۵-**تبصرہ ھاے کتب**: سب سے پہلے کتاب کا نام، پھر مصنف کا نام اور قوسین میں مبصر کا نام۔ بقیہ ترتیب حسب سابق ہی ہے۔

۶-**رضا نامے**: سب سے پہلے خط لکھنے والے کا نام، قوسین میں مقام، جبکہ دیگر ترتیب حسب سابق۔

راقم نے افکارِ رضا میں تمام مشمولات کا جامع اور مفصل اشاریہ ترتیب دیا ہے۔ یقیناً رضویات میں کسی رسالے کا یہ مکمل اشاریہ ہے۔ امید ہے اہلِ قلم ضرور اس سے مستفید ہوں گے اور اس فقیر بے نوا کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ہم سب کو دین ودنیا میں کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ و اصحابہ اجمعین۔

احقر **صابر حسین بخاری**

۲۷ر محرم ۱۴۲۹ھ/ ۶ر فروری ۲۰۰۸ء

حوالہ جات

۱- جہانِ رضا : لاہور، دسمبر ۲۰۰۷ء، ش ۱۵۰، ص ۶۲-۶۳

۲- افکارِ رضا : ممبئی، جنوری/ جون ۲۰۰۲ء، ش ۲۷، ۲۸، ص ۹۰

۳- افکارِ رضا : ممبئی، ستمبر ۱۹۹۵ء، ش ۱، ص ۲

۴- افکارِ رضا : ممبئی، جولائی/ ستمبر ۱۹۹۷ء، ش ۹، ص ۴۲

۵- افکارِ رضا : ممبئی، جنوری/ جون ۲۰۰۲ء، ش ۲۷، ۲۸، ص ۹۴

۶- جہانِ رضا : لاہور، دسمبر ۲۰۰۷ء، ش ۱۵۰، ص ۶۲

اداریات

قیامِ خلافت سے پہلے مسلمان تو ہو جاؤ	ش۶ (اکتوبر-دسمبر۱۹۹۶ء)	۳-۲
کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں! ہے کہ نہیں؟	ش۴۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۶ء)	۶-۳
کہیں پھونکوں سے بجھتی ہے تجلی نورِ ایماں کی	ش۱۱ (جنوری-مارچ۱۹۹۸ء)	۳-۲
کیا اس طوفان کی ہمیں خبر ہے؟	ش۴۴ (اپریل-جون۲۰۰۶ء)	۹-۳
مسلمانانِ عالم کے لیے لمحۂ فکریہ	ش۳۱ (جنوری-مارچ۲۰۰۳ء)	۵-۳
موجودہ دور میں فکرِ رضا کی اہمیت (از: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)	ش۷ (جنوری-مارچ۱۹۹۷ء)	۸-۲
نایاب ہیں ہم-علامہ تحسین رضا خان	ش۴۹ (جولائی-ستمبر۱۹۹۷ء)	۵-۳
نیرنگیِ سیاستِ دوراں تو دیکھیے	ش۹ (جولائی-ستمبر۱۹۹۷ء)	۳-۲
ہماری نوجوان نسل کو بچا لیجیے	ش۱۳ (جولائی-ستمبر۱۹۹۸ء)	۳-۲
ہلالِ اسلام-صلیب کی زد میں (از: مولوی محمد منظر وسیم مصباحی)	ش۳۳ (جولائی-ستمبر۲۰۰۳ء)	۷-۳

مقالات

الف

عناوین	شمارے	صفحات
آل حسین میاں برکاتی، سید		
اچھے رضا، پیارے رضا	ش۹ (جولائی-ستمبر۱۹۹۷ء)	۱۹-۱۲
آل مصطفیٰ مصباحی کٹیہاری، مولانا		
اصولِ افتا میں امام احمد رضا کے افادات	ش۳۴ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۳ء)	۱۲-۵
ابرار حسین، پروفیسر		
امام احمد رضا کا نظریۂ مدّ وجزر	ش۲ (اکتوبر-دسمبر۱۹۹۵ء)	۱۵-۱۲
ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر سید محمد		
نعت کے جگنوؤں کے تعاقب میں ماضی کا سفر	ش۳۳ (جولائی-ستمبر۲۰۰۳ء)	۳۵-۳۰
احمد بن عبدالرحمٰن القاضی، ڈاکٹر (مترجم: محمد طیب خان، مولانا)		
مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مکالمہ (جدید واقعات، اسباب، نظریات و اہداف، شرعی حیثیت)	ش۴۱ (جولائی-ستمبر۲۰۰۵ء)	۶۶-۵۱

احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت مولانا		
الالۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ	ش۴۲ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۵ء)	۵۲-۴۴
امتیازِ سُنّیت (امورِ عشرین در امتیازِ عقائد سنین)	ش۴ (اپریل-جون۱۹۹۶ء)	۶۴-۵۸
قیامت کب آئے گی؟	ش۴ (اپریل-جون۱۹۹۶ء)	۱۷-۱۶
ہمزاد کو قابو کرنے کی حقیقت	ش۴۲ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۵ء)	۵۹-۵۷
احمد رضا، محمد (بن محمد نعیم برکاتی)		
امام احمد رضا اور احترامِ سادات	ش۳۴ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۳ء)	۲۳-۱۳
احمد سعید کاظمی، علامہ سید		
اثر ابن عباس کا صحیح مفہوم	ش۴۱ (جولائی-ستمبر۲۰۰۵ء)	۸-۴
المدد یارسول اللہ ﷺ	ش۴۲ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۵ء)	۴۳-۲۸
اہلِ علم کی خدمت میں تحفۂ کاظمی	ش۴۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۶ء)	۵۳-۴۶
تحذیر الناس کے حامیوں کا ایک دھوکہ	ش۳۷ (جولائی-ستمبر۲۰۰۴ء)	۵۴-۵۰
تخلیقِ آدم علیہ السلام	ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء)	۱۴-۶
عرفانِ ربانی کی ناطق دلیل	ش۳۹ (جنوری-مارچ۲۰۰۵ء)	۵۱-۴۲
فلسفۂ نماز	ش۴۷ (جنوری-مارچ۲۰۰۵ء)	۱۸-۹
مقامِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء)	۲۷-۱۵
وسیلۂ قربِ الٰہی	ش۴۴ (اپریل-جون۲۰۰۶ء)	۳۴-۲۳
اختر حسین مشاہدی		
مجذوبوں اور خدامست درویشوں سے اعلیٰ حضرت کی ملاقاتیں	ش۲۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۱ء)	۲۷-۲۴
اختر حسین قادری بستوی، مولانا		
گلستانِ رضا کے گل خوش رنگ، مبلغِ اسلام عبدالعلیم میرٹھی	ش۱۵ (جنوری-مارچ۱۹۹۹ء)	۶۵-۳۱
اختر حسین فیضی مصباحی، مولانا		
ایک نعتیہ طرحی نشست	ش۱۴ (اکتوبر-دسمبر۱۹۹۸ء)	۴۹-۲۴
حسن بریلوی کی نعتیہ شاعری	ش۵ (جولائی-ستمبر۱۹۹۶ء)	۵۲-۴۰
کنز الایمان پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ	ش۷ (جنوری-مارچ۱۹۹۷ء)	۱۵-۹
اختر حسین قادری خلیل آبادی		
خانوادۂ مفتیِ اعظم کی فقہی خدمات	ش۲۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۱ء)	۵۴-۴۱

جمال الدین، ڈاکٹر سید

زہے مسٹری ولیڈری وایڈیٹری — ش۴(اپریل-جون ۱۹۹۶ء) ۵-۳۱

جمال زارابوزو (مترجم: مشتاق احمد ضیا)

اسلام میں جدت پسندی — ش۴۸(اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ۲۸-۳۴

ح

حامد رضا، محمد (عرف محمد شمس القمر قادری فیضی)

چمنِ رضا کی کھلتی کلی، شعیب الاولیا یار علی — ش۱۹(جنوری-مارچ ۲۰۰۰ء) ۴۷-۶۰

حبیب اللہ چشتی، پروفیسر

دعوتِ ارشاد کے قرآنی اصول — ش۴۰(اپریل-جون ۲۰۰۵ء) ۴۴-۵۱

حسن نواز شاہ

جہانگیری مشائخ اور بریلوی علما کے درمیان فکری مماثلت اور باہمی تعلقات پہ ایک نظر — ش۴۶(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۶ء) ۱۸-۳۹

خ

خادم حسین شرق پوری، پیر

برطانیہ میں اسلام کی ضیا باریاں — ش۲(اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۵ء) ۲۳-۲۹

خلیل احمد جاسی، حکیم

امام احمد رضا کی بارگاہ میں علی میاں ندوی کا دہرا کردار — ش۱۸(اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۹ء) ۱۲-۳۷

خلیل احمد رانا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے دل کی آواز — ش۴۴(اپریل-جون ۲۰۰۶ء) ۷-۸

ایک عیسائی مبلغ کا قبولِ اسلام — ش۳۹(جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء) ۹۰-۹۶

تاریخی دستاویز — ش۴۴(اپریل-جون ۲۰۰۶ء) ۷۱-۷۲

حدیثِ نور اور حدیثِ سایہ کی تحقیقِ اسناد — ش۴۱(جولائی-ستمبر ۲۰۰۵ء) ۹-۱۵

حکیمِ اہلِ سنت سے آخری ملاقات — ش۳۵(جنوری-مارچ ۲۰۰۴ء) ۵۴-۵۵

حکیمِ اہلِ سنت علیہ الرحمۃ، علم دوست، کتاب دوست — ش۳۷(جولائی-ستمبر ۲۰۰۴ء) ۵۳-۵۹

حیاتِ علامہ عبدالحکیم شرف قادری ایک نظر میں — ش۴۹(جولائی-ستمبر ۲۰۰۷ء) ۱۴-۱۸

راحتِ قبر — ش۴۶(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۶ء) ۴-۱۷

رویتِ ہلال کا مجرب وآسان فارمولہ — ش۴۹(جولائی-ستمبر ۲۰۰۷ء) ۳۰

علامہ بحرالعلوم مولانا شاہ محمد گل قادری کابلی — ش۳۵(جنوری-مارچ ۲۰۰۴ء) ۳۵-۵۳

قرآنِ کریم علماے دیوبند کی نظر میں — ش۴۳(جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء) ۲۲-۳۲

مشکل کشا — ش۴۹(جولائی-ستمبر ۲۰۰۷ء) ۱۹-۲۲

مفسرِ قرآن امام احمد الصاوی المالکی الخلوتی المصری — ش۳۵(جنوری-مارچ ۲۰۰۴ء) ۲۲-۲۸

ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے — ش۴۳(جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء) ۴۴-۵۳

خلیل احمد قادری، علامہ سید (ترتیب: شفقت عثانی، خلیل احمد رانا)

جب مجھے سزاے موت سنائی گئی (تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء کی لمحہ بہ لمحہ داستان) — ش۴۸(اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ۵۳-۷۸

خورشید احمد سعیدی

التجمر بباب التدبیر: چند اصلاح طلب پہلو — ش۴۶(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۶ء) ۹۰-۹۵

بائبل اور اس کے ایک ورس پر سرسری نظر — ش۳۳(جولائی-ستمبر ۲۰۰۳ء) ۴۴-۷۳

بائبل کے متن میں بریکیٹیں کیوں؟ — ش۳۷(جولائی-ستمبر ۲۰۰۴ء) ۸۲-۱۰۴

تھیسس اور تحقیقی مقالہ نگاروں کے رہنما اصول اور تجاویز (مکتوباتِ مسعودی کی روشنی میں) — ش۴۲(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۵ء) ۶۰-۶۸

عیسائی علما، تناسخ کا متن اور ایک یہودی کا واویلا — ش۳۲(اپریل-جون ۲۰۰۳ء) ۵۴-۷۱

عیسائیوں کی بائبل کا ایک مہلک وائرس؟؟؟ — ش۴۰(اپریل-جون ۲۰۰۵ء) ۹۴-۱۰۳

فتاویٰ رضویہ جدیدہ سے استفادہ (احتیاط کی اہمیت وضرورت) — ش۴۴(اپریل-جون ۲۰۰۶ء) ۹-۱۵

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۵ تا ۲۹: بعض اصلاح طلب پہلو — ش۴۵(جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) ۸-۳۱

قرآن میں تضاد نمبر ۱۶ — ش۳۱(جنوری-مارچ ۲۰۰۳ء) ۳۶-۶۳

متی کی انجیل، متن کا تجزیہ اور اصلیت کا جائزہ — ش۳۸(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۴ء) ۷۵-۹۵

مکالمہ بین المذاہب: پسِ پردہ اغراض کیا ہیں؟ — ش۳۵(جنوری-مارچ ۲۰۰۴ء) ۵۶-۷۲

یہودی عیسائی گٹھ جوڑ — ش۳۹(جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء) ۹۷-۱۰۱

رابعہ جمیل

ایمان ہے، قالِ مصطفائی — ش۳۲(اپریل-جون ۲۰۰۳ء) ۴۸-۵۳

رحمت علی مصباحی ویشالوی

امام احمد رضا اور ان کی وعظ گوئی ش۴۲ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۵ء) ۵۳-۵۶

رضاء المصطفیٰ چشتی، مولانا محمد

حکیمِ اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا ایک تاریخی انٹرویو ش۲۴ (اپریل-جون۲۰۰۱ء) ۳۴-۴۰

ساحل سہرامی (علیگ)

حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی ش۲۹،۳۰ (جولائی-ستمبر۲۰۰۲ء) ۹۰-۹۳
فنِ خطابت کے عصری تقاضے ش۴۹ (جولائی-ستمبر۲۰۰۷ء) ۵۹-۶۲
مقالاتِ شارحِ بخاری ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء) ۷۱-۸۱

سراج الدین شریفی، محمد

امام اعلم وفن خواجہ مظفر حسین کی باتیں ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء) ۸۲-۸۷
اہلِ سنت و جماعت کا طریقۂ تبلیغ و شاعت: ایک جائزہ ش۴۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۰ء) ۴۳-۴۶
باطلین سے متعلق متفقہ موقف سے علمائے اہلِ سنت کا انحراف کیوں؟ ش۴۱ (جولائی-ستمبر۲۰۰۵ء) ۶۷-۷۰
حکیم الامت کی خدمات اور ان کی تصانیف کی عوامی اہمیت وافادیت ش۲۵ (جولائی ستمبر۲۰۰۱ء) ۵۵-۶۰
خطیبِ اعظم پاکستان، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی ش۲۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۱ء) ۶۲-۶۶
ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری، ایک تعارف ش۲۱،۲۲ (جولائی-دسمبر۲۰۰۰ء) ۵۱-۵۷
شرحِ سلامِ رضا: ایک جائزہ ش۲۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۱ء) ۵۰-۵۲
علامہ ارشد القادری سے ایک انٹرویو ش۲۰ (اپریل-جون۲۰۰۰ء) ۷۴-۷۸
علامہ فیض احمد اویسی اور ان کا اردو ترجمہ روح البیان ش۲۹،۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) ۷۹-۹۴
ہماری تبلیغی کوتاہیاں، واقعات کی روشنی میں ش۲۶ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۱ء) ۵۵-۶۰

سراج الدین احمد قادری بستوی، ڈاکٹر

حضرت رضا بریلوی کی مضمون آفرینی ش۲۰ (اپریل- جون۲۰۰۰ء) ۱۴-۱۹
طاہر لاہوری کی نعتیہ شاعری: ایک خصوصی مطالعہ ش۶ (اکتوبر-دسمبر۱۹۹۶ء) ۱۴-۱۹
فتاویٰ مصطفویہ ایک تجزیاتی مطالعہ ش۳۵ (جنوری- مارچ۲۰۰۴ء) ۲۹-۴۴
مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور ان کی نعتیہ شاعری ش۹ (جولائی- ستمبر۱۹۹۷ء) ۲۴-۴۲
نعت گوئی کا فن اور امام احمد رضا کا تنقیدی شعور ش۴۱ (جولائی- ستمبر۲۰۰۵ء) ۲۳-۳۲

سلیم اللہ جندران، محمد

امام احمد رضا خان کے نظریۂ تعلیم کی چیدہ چیدہ خصوصیات ش۲۷،۲۸ (جنوری-جون۲۰۰۲ء) ۳۰-۳۶

ش

شبنم خاتون

امام احمد رضا، علما، مفکرین اور دانشوروں کی نظر میں ش۴۹ (جولائی-ستمبر۲۰۰۷ء) ۳۱-۴۳

شرافت حسین رضوی

ڈاکٹر ''شررمصباحی'' کے نام ش۴۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۶ء) ۸۱-۸۴

شکیل احمد قریشی اعظمی برکاتی شمسی

بہارِ شریعت، تقاریظِ رضا کی روشنی میں ش۴۸ (اپریل-جون۲۰۰۷ء) ۹-۱۳
حضرت صدر الشریعۃ اور بہارِ شریعت کی پہلی اشاعت ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء) ۶۲-۶۷
حضرت نظمی مارہروی اور ان کی نعتیہ شاعری ش۳۴ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۳ء) ۳۵-۴۲
کنزالایمان کی اشاعتِ اول اور صدرالافاضل کی دور اندیشی ش۳۲ (اپریل- جون۲۰۰۳ء) ۳-۹

شمس الہدیٰ مصباحی، مولانا

امام احمد رضا کے ایک معاصر سرکارِ مخی ش۲۹،۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) ۶۵-۷۰

شیراز مقصود قادری، مولانا

جنوبی افریقہ ش۲۷،۲۸ (جنوری-جون۲۰۰۲ء) ۹۹-۱۰۴

ص

صابر حسین شاہ بخاری، سید

اعلیٰ حضرت بریلوی اور پیر محمد کرم شاہ ش۱۷ (جولائی-ستمبر۱۹۹۹ء) ۳۳-۵۵
اعلیٰ حضرت کے بعد اہلِ سنت کا ایک عظیم مصنف ش۱۴ (اکتوبر- دسمبر۱۹۹۸ء) ۴۹-۵۲
اعلیٰ حضرت کے مستفتی قاضی محمد غلام ربانی ش۱۴ (اکتوبر-دسمبر۱۹۹۸ء) ۷-۱۸
امام احمد رضا، پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نگاہ میں ش۸ (اپریل-جون۱۹۹۷ء) ۶۴-۶۶
علامہ کاظمی کی اعلیٰ حضرت سے عقیدت ش۱۶ (اپریل-جون۱۹۹۹ء) ۳۴-۴۰
علامہ وصی احمد محدث سورتی اور امام احمد رضا ش۱۱ (جنوری-مارچ۱۹۹۸ء) ۴۳-۵۴

صابر سنبھلی، ڈاکٹر

اردو نثر نگاری اور امام احمد رضا ش۱۷ (جولائی-ستمبر۱۹۹۹ء) ۸-۱۸
ترجمۂ کنزالایمان کا لسانی جائزہ (۱) ش۲۱،۲۲ (جولائی- دسمبر۲۰۰۰ء) ۱۵-۲۵

عبدالمنان،بحرالعلوم مفتی

عبداللہ طارق،ڈاکٹر سید

عتیق الرحمٰن شاہ رضوی،سید

عطاء الرحمٰن قادری

علیم اشرف جائسی،سید

غ

غلام جابر مصباحی،ڈاکٹر

غلام غوث قادری،ڈاکٹر

غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن، مالے گاؤں)

غلام مصطفیٰ قادری رضوی (باسنی، ناگور شریف، راجستھان)

غلام یحییٰ انجم،ڈاکٹر

حضرت شاہ ولی اللہ کا مسلک — ش۲۹،۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) — ۴۸-۳۴

مزارات پر حاضری اور اس کے آداب — ش۱۳ (جولائی-ستمبر۱۹۹۸ء) — ۶۳-۵۰

مولانا احمد رضا قادری کی عربی نعتیہ شاعری — ش۲۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۱ء) — ۲۲-۱۶

مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری — ش۱۵ (جنوری-مارچ۱۹۹۹ء) — ۱۳-۴

غیاث الدین احمد، مولانا

امام احمد رضا، بحیثیت دانش ور — ش۲۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۱ء) — ۴۹-۴۵

ف

فاروق احمد صدیقی، ڈاکٹر

امام احمد رضا اور اردو ادب — ش۲ (اکتوبر-دسمبر۱۹۹۵ء) — ۱۱-۸

ایں رونعت است نہ صحرا است — ش۴۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۶ء) — ۶۱-۵۴

فرقان علی رضوی چشتی، سید

عطائے خواجہ، مولانا الحاج سید احمد علی رضوی چشتی اجمیری — ش۲۷،۲۸ (جنوری-جون۲۰۰۲ء) — ۷۱-۶۷

فروغ احمد اعظمی مصباحی، مولانا

مفتی اعظم کے افادات علمیہ — ش۱۵ (جنوری-مارچ۱۹۹۹ء) — ۲۹-۲۲

فیصل ندیم قادری

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی — ش۲۴ (اپریل-جون۲۰۰۱ء) — ۵۰-۴۸

فیض احمد اویسی، ابو صالح علامہ محمد

شرح حدائق بخشش سے ایک شعر کی تشریح — ش۵ (جولائی-ستمبر۱۹۹۶ء) — ۶۴-۵۳

شرح حدائق بخشش سے ایک شعر کی تشریح — ش۱۱ (جنوری-مارچ۱۹۹۸ء) — ۵۹-۵۵

فیض اللہ حسینی اشرفی، سید محمد

شیخ المشائخ سجادہ نشین رائچور اور مسلکِ اعلیٰ حضرت — ش۲۷،۲۸ (جنوری-جون۲۰۰۲ء) — ۶۴-۵۶

ق

قمر الحسن بستوی، علامہ محمد

امام احمد رضا اور عہدِ حاضر کے مسائل — ش۳ (جنوری-اپریل۱۹۹۶ء) — ۴۷-۳۱

ک

کوثر نیازی، مولانا

امام العلما امام ابوحنیفہ ثانی — ش۲ (اکتوبر-دسمبر1995ء) — ۷-۶

کوکب نورانی اوکاڑوی، علامہ

اک سائبانِ نور ہے سر پر قدم قدم (جنوبی افریقہ سے جنوبی ہند تک، سفرنامہ) — ش۳۶ (اپریل-جون۲۰۰۴ء) — ۶۴-۳۳

"امام اعصر"، نجدی وہابیوں کی اپنے مذہب سے نہایت متضاد کتاب — ش۲۶ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۱ء) — ۳۵-۳۴

بنگلہ دیش میں سنّیت — ش۲۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۱ء) — ۷۸-۷۳

خطیب اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور فکرِ رضا — ش۳۷ (جولائی-ستمبر۲۰۰۴ء) — ۷۷-۶۰

فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے (سفرنامہ) — ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء) — ۱۱۷-۱۰۶

ہند یاترا (سفرنامہ) — ش۴۸ (اپریل-جون۲۰۰۷ء) — ۹۶-۷۹

کلیم احمد قادری

خلیفۂ حضور مفتی اعظم، مولانا عبدالغنی نصیر آبادی — ش۴۷ (جنوری-مارچ ۲۰۰۷ء) — ۵۵-۵۲

مدیر استقامت، علامہ ظہیر الدین قادری — ش۴۶ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۶ء) — ۸۹-۸۸

کلیم اشرف شریفی، محمد

فقیہِ اعظم ہند، اکابر کی نظر میں — ش۲۱،۲۲ (جولائی-دسمبر۲۰۰۰ء) — ۵۹-۵۸

م

متین کاشمیری

مکتب سے مطب تک — ش۲۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۱ء) — ۶۱-۵۳

مجید اللہ قادری، ڈاکٹر

امام احمد رضا اور علم حجریات — ش۲۱،۲۲ (جولائی-ستمبر۲۰۰۰ء) — ۴۳-۳۸

محبوب اختر مصباحی ماہر ویشالوی

اہل سنن کے تین چراغ اب نہیں رہے — ش۲۹،۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) — ۹۸

محمد احمد مصباحی

امام احمد رضا کا تقویٰ ش۲۵ (جولائی - ستمبر ۲۰۰۱) ۴۳-۴۹

محمد ادریس رضوی، مولانا

امام احمد رضا کی تنقید نگاری میں اردو ادب ش۴ (اپریل تا جون ۱۹۹۶ء) ۳۵-۴۸

جاہل عوام، صوفی اور پیر بے لگام فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں ش۱۱ (جنوری - مارچ ۱۹۹۸ء) ۳۶-۴۴

علامہ احمد یار خاں نعیمی اور ان کی تصانیفی خدمات ش۱۲ (اپریل - جون ۱۹۹۸ء) ۲۵-۴۱

ملک العلما اپنی تحریر کے آئینے میں ش۱۴ (اکتوبر - دسمبر ۱۹۹۸ء) ۲۵-۴۰

وہ سُن جسے سُن کر تو ہو جائے سُن ش۸ (اپریل - جون ۱۹۹۷ء) ۲۰-۳۱

محمد اسلم قادری، مولانا

استمداد باولیا اللہ: تحقیق و تجزیہ ش۴۷ (جنوری - مارچ ۲۰۰۷ء) ۳۲-۳۹

حضور مفتی اعظم: تاجدارِ روحانیت ش۴۶ (اکتوبر - دسمبر ۲۰۰۶ء) ۶۲-۷۳

محمد اسمٰعیل بدایونی

حجاب اور تہذیبی و ثقافتی دہشت گردی ش۴۸ (اپریل - جون ۲۰۰۷ء) ۳۵-۴۶

محمد افروز القادری، ایس، ایم

ردِ بدمذہباں میں مجدد اعظم و مجدد الف ثانی کا قدرِ مشترک ش۱۷ (جولائی - ستمبر ۱۹۹۹ء) ۲۶-۳۲

محمد افروز قادری چریاکوٹی، مولانا

انوارِ ساطعہ، ایک تعارف ش۴۰ (اپریل - جون ۲۰۰۵ء) ۵۲-۶۱

علمِ تجوید اور امام احمد رضا ش۳۹ (جنوری - مارچ ۲۰۰۵ء) ۲۶-۳۴

محمد الیاس کاشمیری

ڈاکٹر محمد ہارون کا تعارف ش۱۱ (جنوری - مارچ ۱۹۹۸ء) ۶۲-۶۳

رضا اکیڈمی (اسٹاک رپورٹ) ش۱۱ (جنوری - مارچ ۱۹۹۸ء) ۶۰-۶۱

محمد تبریز القادری، مولانا شاہ

علومِ سائنس اور امام احمد رضا ش۱۸ (اکتوبر - دسمبر ۱۹۹۹ء) ۳۸-۶۴

محمد تنویر ہاشمی، سید

تاجدارِ ولایت حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی ش۲۵ (جولائی - ستمبر ۲۰۰۱ء) ۶۱-۶۹

محمد حسن قادری بریلوی، ڈاکٹر

امام احمد رضا کے والدِ ماجد، حضرت مولانا مفتی نقی علی خان ش۸ (اپریل - جون ۱۹۹۷ء) ۶۱-۶۳

امام الاتقیاء مولانا نقی علی خان اور اصلاحِ عقاید ش۹ (جولائی - ستمبر ۱۹۹۷ء) ۴۳-۴۶

محمد حسین مشاہد رضوی

ایک پیغام مسلمانانِ ہند کے نام ش۳۴ (اکتوبر، دسمبر ۲۰۰۳ء) ۳۲-۳۴

محمد حسینی اشرفی مصباحی، سید

اعلیٰ حضرت امام بریلوی اور اردو ادب ش۴۵ (جولائی - ستمبر ۲۰۰۶ء) ۷۳-۸۰

محمد رضا عبدالرشید

قلم اور کلام کی عظمت (کلامِ رضا کی روشنی میں) ش۴۲ (اکتوبر، دسمبر ۲۰۰۵ء) ۷۷-۷۹

محمد زبیر قادری

تحریک فکرِ رضا کے دس سال ش۲۷، ۲۸ (جنوری - جون ۲۰۰۲ء) ۸۷-۹۲

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۸ء) ش۱۴ (اکتوبر، دسمبر ۱۹۹۸ء) ۶۲-۷۱

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۸ء) ش۱۵ (جنوری، مارچ ۱۹۹۹ء) ۶۶-۷۶

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۸ء) ش۱۶ (اپریل - جون ۱۹۹۹ء) ۴۱-۴۸

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۸ء) ش۱۷ (جولائی - ستمبر ۱۹۹۹ء) ۶۵-۷۴

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۸ء) ش۱۹ (جنوری - مارچ ۲۰۰۰ء) ۶۱-۷۹

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۹ء) ش۲۱، ۲۲ (جولائی - دسمبر ۲۰۰۰ء) ۷۲-۷۶

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۹ء) ش۲۳ (جنوری - مارچ ۲۰۰۱ء) ۶۸-۷۲

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۹ء) ش۲۴ (اپریل - جون ۲۰۰۱ء) ۶۰-۶۳

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۹ء) ش۲۵ (جولائی - ستمبر ۲۰۰۱ء) ۸۸-۸۹

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۱۹۹۹ء) ش۲۶ (اکتوبر - دسمبر ۲۰۰۱ء) ۶۱-۶۴

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۱ء) ش۳۲ (اکتوبر - دسمبر ۲۰۰۳ء) ۶۰-۶۲

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۱ء) ش۳۵ (جنوری - مارچ ۲۰۰۴ء) ۷۳-۷۶

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۱ء) ش۳۷ (جولائی - ستمبر ۲۰۰۴ء) ۱۰۶-۱۰۷

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۱ء) ش۳۸ (اکتوبر - دسمبر ۲۰۰۴ء) ۱۰۱-۱۰۴

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۱ء) ش۳۹ (جنوری - مارچ ۲۰۰۵ء) ۱۰۲-۱۰۸

رودادِ پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۱ء) — ش۴۰ (اپریل-جون ۲۰۰۵ء) — ۱۱۸-۱۲۰

میرے رضا کا پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۵ء) — ش۴۱ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۵ء) — ۹۲-۹۳

میرے رضا کا پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۵ء) — ش۴۳ (جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء) — ۷۷-۸۰

میرے رضا کا پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۵ء) — ش۴۴ (اپریل-جون ۲۰۰۶ء) — ۷۸-۸۳

میرے رضا کا پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۵ء) — ش۴۵ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) — ۹۴-۹۹

میرے رضا کا پاکستان (سفرنامہ ۲۰۰۵ء) — ش۴۹ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۷ء) — ۱۰۹-۱۱۲

ہندستان میں شائع ہونے والے سُنّی جراید — ش۴۴ (اپریل-جون ۲۰۰۶ء) — ۱۱۹-۱۲۰

ہندوستان میں شائع ہونے والے سُنّی جراید — ش۴۵ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) — ۱۱۹-۱۲۰

محمد سعید الحسن شاہ، سید

اہلِ ایمان کے خلاف، ایک خطرناک سازش کا انکشاف — ش۴۳ (جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء) — ۵۳-۶۹

محمد سلیم

مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تائید وحمایت میں معتمد قدیم علماے حیدرآباد دکن کا تاریخی فتویٰ — ش۴۵ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) — ۶۶-۷۲

محمد شاکر نوری، مولانا

امام احمد رضا اور فکرِ نماز — ش۶ (اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۶ء) — ۷-۱۶

محمد شریف رضا عطاری، مولانا

انٹرنیٹ اور ایک علمی درسگاہ کا تصور — ش۴۷ (جنوری-مارچ ۲۰۰۷ء) — ۲۴-۳۱

انٹرنیٹ اور مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی نشرواشاعت — ش۴۴ (اپریل-جون ۲۰۰۶ء) — ۶۴-۷۰

درسی کتب اور مسلک خدمات علماے اہلِ سنت — ش۴۳ (جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء) — ۳۳-۴۳

رضا جو دل کو بنانا ہے جلوہ گاہِ حبیب — ش۴۶ (اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۶ء) — ۴۷-۵۲

شیخ ملا جیون علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات — ش۴۵ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) — ۶۲-۹۳

فتاویٰ رضویہ اور مقفّٰی و مسجع الفاظ کا خوبصورت التزام — ش۴۵ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) — ۳۲-۴۵

محمد شہزاد مجددی، علامہ

طائر سدرہ نشیں روح القدس علیہ السلام کا کلامِ رضا میں تذکرہ — ش۴۳ (جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء) — ۱۱-۲۱

محفلِ نعت میں حاضری کے آداب — ش۴۴ (اپریل-جون ۲۰۰۶ء) — ۱۷-۲۱

کیا ماہِ صفر نزولِ آفات کا مہینہ ہے؟ — ش۴۷ (جنوری-مارچ ۲۰۰۷ء) — ۱۹-۲۳

محمد صادق رضا مصباحی، مولانا

علامۂ ملت: دینی اخلاص پروری اور ملی دردمندی کا روشن ستارہ — ش۴۸ (اپریل-جون ۲۰۰۷ء) — ۵۱-۵۲

علامہ تحسین رضا خان علیہ الرحمۃ، حیات وخدمات — ش۴۹ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۷ء) — ۶-۱۳

محمد صدیق ہزاروی، مولانا

امام احمد رضا بریلوی اور دارالعلوم منظر اسلام — ش۲۴ (اپریل-جون ۲۰۰۱ء) — ۱۸-۲۲

محمد طاہر القادری، ڈاکٹر

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور روحانی اقدار — ش۳۲ (اپریل-جون ۲۰۰۳ء) — ۴۰-۴۷

عبدالقادر رضوی امجدی، مولانا

…الی کی حرمت وحلت: ایک تحقیقی تجزیہ — ش۴۹ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۷ء) — ۲۷-۳۰

محمد علی رضا برکاتی قادری، مولانا

آہ! حضرت فقیہِ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق مجددی — ش۱۹ (جنوری-مارچ ۲۰۰۰ء) — ۵-۹

"احسن الوعاء" اور تشریحاتِ رضا — ش۱۳ (جولائی-ستمبر ۱۹۹۸ء) — ۵-۱۸

امام احمد رضا اور بیانِ نورِ مصطفیٰ ﷺ — ش۱۱ (جنوری-مارچ ۱۹۹۸ء) — ۴-۹

دعوتِ میت اور امام اہلِ سنت — ش۳۹ (جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء) — ۷۲-۸۵

شہنشاہِ بریلی اور عقیدہ نفیِ ظلِ نبی ﷺ — ش۱۲ (اپریل-جون ۱۹۹۸ء) — ۱۰-۱۶

کلامِ رضا میں معجزاتِ خیر الانبیا — ش۸ (اپریل-جون ۱۹۹۷ء) — ۵۰-۵۸

مسجد کے احکام از ملفوظاتِ امام — ش۱۲ (اپریل-جون ۱۹۹۸ء) — ۵۰-۵۴

ہمارے اسلاف اور ہم — ش۲۷، ۲۸ (جنوری-جون ۲۰۰۱ء) — ۱۸-۲۱

محمد عمر ریاض عباسی

عالمی میڈیا اور عالمِ اسلام — ش۳۹ (جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء) — ۸۶-۸۹

محمد فاروق القادری، سید

امام اہلِ سنت اور ہماری ذمہ داریاں — ش۲ (اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۵ء) — ۱۸-۲۲

مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ — ش۳۴ (اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۳ء) — ۲۴-۲۸

محمد فروغ القادری، مولانا

ساؤتھ افریقہ میں مذہب ولامذہب کی کشمکش — ش۵ (جولائی-ستمبر ۱۹۹۶ء) — ۳۳-۳۹

محمد مالک، ڈاکٹر

امام احمد رضا کا مثیاسِ ذہانت — ش۱۱ (جنوری-مارچ۱۹۹۸ء) ۱۰-۱۵

بیسویں صدی کا عظیم انسان — ش۱۹ (جنوری-مارچ ۲۰۰۰ء) ۲۸-۳۱

محمد مرسلین، ڈاکٹر

صرف امام احمد رضا پر ہی الزام کیوں؟ — ش۱۹ (جنوری-مارچ۲۰۰۰ء) ۳۵-۴۲

محمد مسعود احمد، ڈاکٹر

افتتاحیہ (مقدمہ، محدّث بریلوی) — ش۱ (جولائی-ستمبر۱۹۹۵ء) ۳-۱۶

بارگاہِ رضا کے ایک نیاز مند مولوی حاکم علی — ش۱۷ (جولائی-ستمبر۱۹۹۹ء) ۵۶-۶۰

جنگِ آزادی میں علامہ فضلِ حق خیرآبادی کا کردار — ش۳۸ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۴ء) ۵۸-۶۳

شیخ الاسلام مفتیٔ اعظم محمد مظہر اللہ دہلوی — ش۱۶ (اپریل-جون۱۹۹۹ء) ۱۸-۲۶

محمد ملک الظفر سسہرامی، مولانا

خانقاہِ رضویہ کے گوہرِ تابدار حضرت بدرالعلما اور ان کا تصلب فی الدین — ش۲۷، ۲۸ (جنوری-جون۲۰۰۲ء) ۴۶-۵۵

محمد میاں مالیگ، مولانا

وصالِ مصطفوی افتراقِ بولہبی — ش۳۴ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۳ء) ۴۳-۵۱

محمد مقصود الٰہی، پروفیسر

اعلانِ حق — ش۴۸ (اپریل-جون۲۰۰۷ء) ص۱۱۹

محمد نعیم احمد برکاتی

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی علامہ مدنی میاں کی زبانی — ش۲۶ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۱ء) ۲۹-۳۱

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی (۱) — ش۲۹، ۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) ۵۱-۵۸

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی (۲) — ش۳۳ (جولائی-ستمبر۲۰۰۳ء) ۲۲-۲۷

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی (۳) — ش۳۳ (جولائی-ستمبر۲۰۰۳ء) ۲۸-۲۹

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی (۴) — ش۳۷ (جولائی-ستمبر۲۰۰۴ء) ۳۴-۴۹

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی، حضور احسن العلما کی زبانی — ش۲۷، ۲۸ (جنوری-جون۲۰۰۲ء) ۶۵-۶۶

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی، قاسم نانوتوی کی زبانی — ش۳۶ (جنوری-مارچ ۲۰۰۳ء) ۱۷-۳۲

اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی، حکیم الامت کی زبانی — ش۳۱ (جنوری-مارچ۲۰۰۳ء) ۲۶-۳۵

بعدِ وصال بھی فتویٰ دیتے ہیں — ش۴۱ (جولائی-ستمبر۲۰۰۵ء) ۷۱-۷۳

زرد جوتا پہننے سے متعلق اعلیٰ حضرت کی تحقیق — ش۴۱ (جولائی-ستمبر۲۰۰۵ء) ۱۶-۱۷

فلاحِ دارین (۱) — ش۳۷ (جولائی-ستمبر۲۰۰۴ء) ۲۷-۳۳

فلاحِ دارین (۲) — ش۳۸ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۴ء) ۲۵-۵۷

فلاحِ دارین (۳) — ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء) ۲۸-۴۳

نماز کے چند اہم مسائل — ش۴۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۶ء) ۶-۱۰

محمد ہارون، ڈاکٹر

عہدِ حاضر میں امام احمد رضا کے اسلامی نکات کی اہمیت — ش۸ (اپریل-جون۱۹۹۷ء) ۳۲-۴۰

محمد یونس قادری، ڈاکٹر

مذاہبِ ہند کی سیاسی ثقافت — ش۴۹ (جولائی-ستمبر۲۰۰۷ء) ۹۵-۱۰۳

مظفر الدین احمد مصباحی، مولانا

علامہ رضا بریلوی، ایک مظلوم شاعر — ش۷ (جنوری-مارچ۱۹۹۷ء) ۳۰-۳۶

منیر الحق کعبی، پروفیسر

امام احمد رضا ایک جامع الصفات شخصیت — ش۸ (اپریل-جون۱۹۹۷ء) ۴۷-۵۷

میر طیب علی شاہ بخاری، سید

تعلیماتِ اولیا اور جدید دور — ش۴۸ (اپریل جون ۲۰۰۷ء) ۱۸-۲۷

ن

نامعلوم الاسم

بلبلِ باغ، رسالت — ش۲۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۱ء) ۲۹-۳۰

نوشاد عالم چشتی، محمد

حضرت نوری میاں علیہ الرحمۃ کا مجاہدانہ کردار — ش۳۹ (جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء) ۵۲-۶۳

شاہ ولی اللہ اور تصوف — ش۳۲ (اپریل-جون۲۰۰۳ء) ۱۰-۱۹

عیسائی فرقانِ حق - نقد و تجزیہ — ش۴۲ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۵ء) ۳-۲۷

کیا مرقدِ عیسیٰ کشمیر میں؟ — ش۴۹ (جولائی-ستمبر۲۰۰۷ء) ۶۳-۹۶

مفتیٔ اعظم ہند کی شخصیت اور صحافت — ش۴ (مارچ۱۹۹۶ء) ۳۲-۴۴

وہ رہیں یا نہ رہیں ذکر توان کا ہوگا — ش۲۹، ۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) ۷۸-۸۴

نوید عاصم عطاری، محمد

و

وارث جمال قادری، محمد

وجاہت رسول قادری، مولانا سید

ولی محمد رضوی قادری، مفتی

متفرقات

الف

ب

ت

ج

ح

خ

د

ذ

س

ض

ع

ف

م

ی

منظومات

الف

ارشد (علامہ ارشد القادری)

اسماعیل (محمد اسماعیل بدایونی)

اشرف (عبید المصطفیٰ اشرف رضا قادری نوری)

اشک (ابراہیم اشک)

حمد ش۲۹،۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) ص۳

حمد ش۲۹،۳۰ (جولائی-دسمبر۲۰۰۲ء) ص۳

اعجاز (مولانا سعید اعجاز کامٹوی)

منقبت ش۴۴ (اپریل-جون۲۰۰۶ء) ص۳

قطعہ ش۴۴ (اپریل-جون۲۰۰۶ء) ص۷۲

ب

بدر (علامہ بدر القادری)

حمد ش۴۸ (اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ص۲

منقبت ش۴۸ (اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ص۵۰

منقبت ش۴۱ (جولائی-ستمبر۲۰۰۵ء) ص۳

ج

جمیل (مولانا جمیل الرحمٰن جمیل رضوی قادری)

حمد ش۴۲ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۵ء) ص۲

حامی (مولانا محمد توفیق احمد حامی)

منقبت ش۳۹ (جنوری-مارچ۲۰۰۵ء) ص۳

خ

خوشتر (مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری)

منقبت ش۲۴ (اپریل-جون ۲۰۰۱ء) ص۲۲

ر

رضا (امام احمد رضا محدث بریلوی)

منقبت ش۴ (مارچ۱۹۹۶ء) ص۶۴

نعت ش۴۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۶ء) ص۲

ز

زماں (محمد شاہ زماں برواہوی)

منقبت ش۲۱،۲۲ (جنوری-جون۲۰۰۲ء) ص۱۷

ش

شکیل (شکیل احمد اعظمی)

نعت ش۳۸ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۴ء) ص۲

ص

صابر (ڈاکٹر صابر سنبھلی)

نعت ش۴۶ (اکتوبر-دسمبر۲۰۰۶ء) ص۳

ض

ضیائی (محمد میکائیل ضیائی)

نعت ش۴۷ (جنوری-مارچ۲۰۰۷ء) ص۳

نعت ش۴۷ (جنوری-مارچ۲۰۰۷ء) ص۳

ط

طارق (محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری)

قطعۂ تاریخ ش۱۵ (جنوری-مارچ۱۹۹۹ء) ص۱۴

ع

عارف (غیاث الدین احمد عارف مصباحی نظامی)

نعت ش۴۰ (اپریل-جون۲۰۰۵ء) ص۳

غ

غازی (قاری محمد مسلم غازی)

دعا ش۴۵ (جولائی-ستمبر۲۰۰۶ء) ص۳

ف

فروغ (فروغ احمد اعظمی)

منقبت ش۱۵ (جنوری-مارچ۱۹۹۹ء) ص۳

ق

قاسم (محمد قاسم حسین ہاشمی مصطفائی)

تضمین ش۴۳ (جنوری-مارچ۲۰۰۶ء) ص۳-۵

قادری (غلام مصطفیٰ رمزی قادری)

منقبت ش۴۲ (اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۵ء) ص۶۸

قادری (ڈاکٹر بیت اللہ قادری)

منقبت ش۴۰ (اپریل-جون ۲۰۰۵ء) ص۸۷

قربان (ایم قربان علی کشن گنجوی

منقبت ش۲۶ (اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۱ء) ص۲۸

ل

لئیق (م. لئیق انصاری)

حمد ش۴۸ (اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ص۳

نعت ش۴۸ (اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ص۳

م

مشاہد (محمد حسین مشاہد رضوی)

منقبت ش۲۳ (جولائی-دسمبر ۲۰۰۰ء) ص۶۷

قطعہ ش۲۰ (اپریل-جون ۲۰۰۰ء) ص۱۰

مضطر (محمد شریف رضا عطاری مضطر)

نعت ش۴۵ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) ص۳

ن

نثار (نثار کریمی)

نعت ش۴۹ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۷ء) ص۳

نجم (مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری)

نظم ش۲ (دسمبر ۱۹۹۵ء) ص۲

تبصرہ ہائے کتب

الف

نام کتاب/مصنف و مؤلف کا نام — مبصر کا نام — صفحات

اردو زبان میں تصوف: ولی سے اقبال تک/ڈاکٹر اعجاز مدنی — ش۸ (اپریل-جون ۱۹۹۷ء) — ۷۴-۸۴
(وارث جمال قادری)

الصلوٰۃ والسلام (مجموعۂ نعت)/محمد علی صدیقی شیدا — ش۲۹، ۳۰ (جولائی-دسمبر ۲۰۰۲ء) — ۸۷-۸۹
(بیکل اتساہی)

الکوثر (سہ ماہی) — ش۸ (اپریل-جون ۱۹۹۷ء) — ۸۵-۸۹
(مولانا محمد وارث جمال قادری)

امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ/ڈاکٹر مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری — ش۳۹ (جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء) — ۱۱۵-۱۱۷
(غلام مصطفیٰ قادری رضوی)

امام احمد رضا اور علمِ حدیث/محمد عیسیٰ رضوی — ش۲۵ (جولائی-ستمبر ۲۰۰۱ء) — ۷۰-۷۴
(شمیم اختر رضوی)

امام احمد رضا کے ۱۹۱۲ء منصوبہ کا تجزیہ/ڈاکٹر محمد ہارون — ش۶ (اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۶ء) — ۵۱-۵۲
(محمد زبیر قادری)

امتیازِ حق وباطل/مولانا عبدالمالک مصباحی — ش۴۴ (اپریل-جون ۲۰۰۶ء) — ۷۵-۷۷
(غلام مصطفیٰ قادری رضوی)

ب

برصغیر میں سلسلہ قادریہ کے بانی سیدنا عبدالوہاب جیلانی/ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم — ش۲۶ (اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۱ء) — ۶۵-۶۸
(مولانا محمد ملک الظفر سہرامی)

اقبال احمد فاروقی، جن کی باتوں سے خوشبو آئے — ش۴۸ (اپریل-جون ۲۰۰۷ء) — ۱۰۳-۱۰۵
(خواجہ عابد نظامی)

پ

پیغامِ رضا، امام احمد رضا نمبر — ش۸ (اپریل-جون ۱۹۹۷ء) — ۹۰-۹۴
(ڈاکٹر سید جمال الدین قادری)

پیغامِ رضا، مفتیِ اعظم نمبر (الف نون) ش۸(اپریل-جون ۱۹۹۷ء) ۹۵-۹۶

ت

تاریخ العالم الاسلامی/مفتی عبدالرحمٰن باوا ملیباری ش۹(جولائی-ستمبر ۱۹۹۷ء) ۴۹-۵۰
(شمس مصباحی)

تبرکات کے آداب وفضائل/اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ش۳(جون ۱۹۹۶ء) ۴۸-۵۲
(محمد نوشاد عالم چشتی)

تبلیغ کے اصول اور فلسفہ/علامہ عبدالعلیم میرٹھی ش۳۱(جولائی-ستمبر ۲۰۰۵ء) ۹۵-۹۸
(غلام مصطفیٰ قادری رضوی)

تذکرۂ اعلیٰ حضرت بزبانِ صدرالشریعہ/مولانا محمد عطاء الرحمٰن قادری ش۳۴(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۳ء) ۶۳-۶۴
(مولانا شکیل احمد قریشی اعظمی)

تذکرہ ائمۂ اربعہ/مولانا اختر حسین فیضی مصباحی ش۲۱،۲۲(جولائی-دسمبر ۲۰۰۰ء) ۹۳-۹۵
(مولانا محمد عبدالمبین نعمانی)

تذکرہ خلفائے راشدین/مولانا ڈاکٹر محمد عاصم حبیبی اعظمی ش۲۴(اپریل-جون ۲۰۰۱ء) ۶۷-۶۹
(مولانا محمد عبدالمبین نعمانی)

تقویۃ الایمان میں تحریف کیوں؟/مولانا محمد علی رضا قادری برکاتی ش۲۹،۳۰(جولائی-دسمبر ۲۰۰۳ء) ۸۵-۸۷
(مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی)

ج

جہانِ رضا کے حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر پہ ایک نظر ش۲۳(جنوری-مارچ ۲۰۰۱ء) ۸۴-۸۹
(مولانا وارث جمال قادری)

جہانِ مفتیِ اعظم/مرتبین: مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا محمد عبدالمبین نعمانی، مولانا مقبول احمد مصباحی (غلام مصطفیٰ قادری رضوی) ش۴۸(اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ۹۷-۱۰۱

ح

حسام الحرمین کے سو سال/ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی ش۳۹(جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء) ۱۱۴-۱۱۵
(مولانا محمد عبدالمبین نعمانی)

حضور مجاہدِ ملت کا گوشۂ حیات/سید اولادِ رسول قدسی مصباحی ش۲۰(اپریل-جون ۲۰۰۰ء) ۷۹-۸۰
(محمد فخر عالم فیضی برکاتی)

حیاتِ رضا کی نئی جہتیں/ڈاکٹر غلام جابر مصباحی ش۴۸(اپریل-جون ۲۰۰۷ء) ۱۰۱-۱۰۲
(مفتی ولی محمد رضوی)

د

دارالعلوم دیوبند کا بانی کون؟/ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم ش۲۴(اپریل-جون ۲۰۰۱ء) ۶۴-۶۶
(مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی)

ڈ

ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور اردو نثر/ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ش۲۶(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۱ء) ۶۸-۷۰
(ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی)

س

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب/علامہ عبدالستار ہمدانی ش۲۷،۲۸(جنوری، جون ۲۰۰۲ء) ۹۳-۹۴
(مفتی جلال الدین احمد امجدی)

ع

عاشقِ رسول امام احمد رضا/طاہر سلطانی (محمد شریف رضا عطاری) ش۴۵(جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء) ۸۷-۹۰

عرفانِ رضا در مدحتِ مصطفیٰ ﷺ/مولانا عبدالستار معروف ہمدانی ش۱۸(اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۹ء) ۷۴-۷۷
(مولانا مختار اشرف قادری)

عقیدت کے پھول (نعتیہ کلام)/شیو بہادر سنگھ دلبر ش۴۶(اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۶ء) ۱۰۰-۱۰۱
(م، لئیق انصاری)

عورت اور آزادی/غلام مصطفیٰ قادری رضوی ش۴۴(اپریل-جون ۲۰۰۶ء) ۷۳-۷۵
(مولانا عبدالسلام رضوی)

ک

کلیاتِ مکاتیبِ رضا، بے شک بڑا کام ش۴۷(جنوری-مارچ ۲۰۰۷ء) ۱۱۰-۱۱۳
(سیّد رکن الدین اصدق چشتی)

گ

گل و لالہ (مجموعۂ کلام)/سید اولادِ رسول قدسی ش۸(اپریل-جون ۱۹۹۷ء) ۸۲-۸۴
(مولانا محمد قمر الزماں مصباحی)

رضا نامے

الف

نام مکتوب نگار	شمارہ	صفحات
ابوالحسن واحد رضوی، صاحبزادہ (مدیرِ اعلیٰ، ریاض العلم، اٹک)	ش۳۹ (جنوری، مارچ ۲۰۰۵ء)	۱۲۰
ابو حسین قادری (کسٹم آفیسر، کوسہ ممبرا)	ش۲۵ (جولائی ستمبر۲۰۰۱ء)	۸۶-۸۵
ابوالحسین فیضی مصباحی، مولانا (دار العلوم غوثیہ سلیم پور، دیوریا)	ش۲۱، ۲۲ (جولائی دسمبر۲۰۰۰ء)	۸۹-۸۸
ابوالحسین قادری، مفتی (دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی)	ش۲۵ (جولائی ستمبر۲۰۰۱ء)	۸۷
اراکین مجلس المدینۃ العلمیہ دعوتِ اسلامی کراچی	ش۴۴ (اپریل، جون۲۰۰۶ء)	۱۱۲-۱۱۰
ارشد الرحمٰن قادری، مولانا (کڑہ نیل، آگرہ)	ش۹ (جولائی، ستمبر۱۹۹۹ء)	۶۲-۶۱
اسرار احمد (ہزاری باغ، جھارکھنڈ)	ش۲۶ (اکتوبر، دسمبر۲۰۰۱ء)	۷۴
اقبال احمد اختر القادری (کراچی)	ش۴ (مارچ۱۹۹۶ء)	۵۹
اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ (مدیرِ اعلیٰ، جہانِ رضا، لاہور)	ش۱ (ستمبر۱۹۹۵ء)	۱۷
	ش۳ (جون۱۹۹۶ء)	۵۵
	ش۴ (مارچ۱۹۹۶ء)	۵۸
	ش۱۲ (اپریل، جون۱۹۹۸ء)	۵۹
	ش۱۷ (ستمبر۱۹۹۹ء)	۸۰
	ش۲۳ (جنوری، مارچ۲۰۰۱ء)	۹۱
	ش۳۷ (جولائی، ستمبر۲۰۰۴ء)	۱۱۴
	ش۱۲ (اپریل، جون۱۹۹۸ء)	۵۹
	ش۱۷ (ستمبر۱۹۹۹ء)	۸۰
	ش۲۳ (جنوری، مارچ۲۰۰۱ء)	۹۱
	ش۳۷ (جولائی، ستمبر۲۰۰۴ء)	۱۱۴
	ش۴۶ (اکتوبر، دسمبر۲۰۰۶ء)	۱۰۴،۱۰۳
الٰہ بخش مکاندار رضوی (ہبلی، کرناٹک)	ش۳ (جون۱۹۹۶ء)	۵۶،۵۵
	ش۶ (اکتوبر، دسمبر۱۹۹۶ء)	۵۶
اطہر رضا، مولانا (پٹنہ، بہار)	ش۱۵ (جنوری، مارچ۱۹۹۹ء)	۷۸

ش۱۸ (دسمبر ۱۹۹۹ء) [illegible]

ب

بیت اللہ قادری، ڈاکٹر (بیجاپور، کرناٹک) ش۴ (مارچ ۱۹۹۶ء) ۱۱

پ

پیار محمد خان رضوی، مولانا (ناگور، راجستھان) ش۱۵ (جنوری، مارچ ۱۹۹۹ء) [illegible]

ت

توفیق احمد نعیمی، مولانا (شیش گڑھ، بریلی شریف) ش۳۹ (جولائی ستمبر ۲۰۰۷ء) [illegible]

ج

جاوید اختر (بھیونڈی، مہاراشٹر) ش۶ (اکتوبر، دسمبر ۱۹۹۶ء) [illegible]

جابر علی انصاری، ڈاکٹر (سدھ پور، سیتاپور، یوپی) ش۳۳ (جولائی ستمبر ۲۰۰۳ء) ۶۱

جلال الدین احمد، مفتی (ضلع بستی والیس، کبیر نگر) ش۲۵ (جولائی، ستمبر ۲۰۰۱ء) ۸۴

چ

چاند علی رضوی (بھیونڈی، تھانہ) ش۸ (اپریل، جون ۱۹۹۷ء) ۱۱

خ

خلیل احمد رانا (جہانیاں، خانیوال)

ش۳۵ (جنوری، مارچ ۲۰۰۴ء) ۸۹،۷۷

ش۳۷ (جولائی، ستمبر ۲۰۰۴ء) ۱۱۵_۱۱۳

ش۴۳ (جنوری، مارچ ۲۰۰۶ء) ۸۹،۸۷

خورشید احمد سعیدی (اسلام آباد)

ش۳۸ (اکتوبر دسمبر ۲۰۰۴ء) ۱۱۹_۱۱۱

ش۴۱ (جولائی ستمبر ۲۰۰۵ء) ۸۶،۷۳

ش۴۲ (اکتوبر دسمبر ۲۰۰۵ء) ۹۱،۸۸

ش۴۳ (جنوری، مارچ ۲۰۰۶ء) ۸۶_۸۱

ش۴۴ (اپریل، جون ۲۰۰۶ء) ۱۱۰_۹۶

ر

ریحان رضا انجم مصباحی (مدھوبنی، بہار)

ش۲۷، ۲۸ (جنوری، جون ۲۰۰۲ء) ۹۸،۹۷

ش۴۱ (جولائی ستمبر ۲۰۰۵ء) ۹۱،۹۰

ز

... (نیل وٹے، نیوجرسی، امریکہ) ش۳ (جون ۱۹۹۶ء) ۵۳

س

... رضا دیناج پوری، محمد (جامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور) ش۴۴ (اپریل، جون ۲۰۰۶ء) ۹۶_۹۳

... احمد رضوی (اننت ناگ، کشمیر) ش۸ (اپریل، جون ۱۹۹۷ء) ۱۱_۱۰

... سبحانی (اسپین) ش۴۸ (اپریل جون ۲۰۰۷ء) ۱۱۴_۱۱۳

... رضا قادری شہید، مولانا (کراچی) ش۶ (اکتوبر دسمبر ۱۹۹۶ء) ۵۵

ش

شہاب الدین رضوی، مولانا (بریلی شریف) ش۴۱ (جولائی ستمبر ۲۰۰۵) ۸۸_۸۷

ص

... حسین شاہ بخاری القادری، سید (برہان شریف، اٹک)

ش۹ (جولائی ستمبر ۱۹۹۷ء) ۶۴_۶۳

ش۱۲ (اپریل جون ۱۹۹۸ء) ۶۱_۶۰

ش۲۵ (جولائی ستمبر ۲۰۰۱ء) ۸۷

ش۳۷ (جولائی ستمبر ۲۰۰۴ء) ۱۱۷_۱۱۵

ش۴۱ (جولائی ستمبر ۲۰۰۵ء) ۹۰_۸۸

... سنبھلی (سنبھل، مرادآباد، یوپی)

ش۴۲ (اکتوبر دسمبر ۲۰۰۵ء) ۸۶_۸۵

ش۴۵ (جولائی ستمبر ۲۰۰۶ء) ۱۰۵_۱۰۳

ش۴۹ (جولائی ستمبر ۲۰۰۷ء) ۱۲۰

... الدین صبیح رحمانی، سید

صدر تحریک فکر رضا پاکستان، کراچی

ش۴ (مارچ ۱۹۹۶ء) ۵۶

ش۴۴ (اپریل- جون ۲۰۰۶ء) ۱۱۰

ع

عبدالجلیل رضوی، مولانا سید ش۴ (مارچ ۱۹۹۶ء) ۵۶

عبدالسلام رضوی، مولانا ش۲۰ (اپریل- جون ۲۰۰۰ء) ۷۳

عبدالمبین نعمانی، علامہ محمد (چریا کوٹ، اعظم گڑھ)

ش۱ (جولائی- ستمبر ۱۹۹۵ء) ۱۸

ش۳ (جون ۱۹۹۶ء) ۵۵_۵۴

ش۹ (جولائی ستمبر ۱۹۹۷ء) ۶۱

غ

ف

ک

م

میرے رضا کا پاکستان (آخری قسط)

از: محمد زبیر قادری

اورینٹل پبلی کیشنز ایک اشاعتی ادارہ ہے اور داتا دربار کے قرب میں واقع ہے مکتبہ اورینٹل پبلی کیشنز کے نام سے ہی سیل سینٹر کے طور پر کام کررہا ہے۔ برادرم عثمان رضوی صاحب سُنّیت کا درد رکھنے والے نوجوان ہیں۔ جنھوں نے ابتدا میں دعوتِ اسلامی سے متاثر ہوکر دینی رجحان پایا۔ لیکن بوجوہ تنظیم سے علیحدہ ہوگئے۔ ان دنوں اس مکتبہ کے مینیجر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

اُن کے مکتبہ صرف دینی کتب کا نہیں ہے، یہاں مختلف موضوعات پر تاریخی، سیاسی، سماجی، اصلاحی کتب کا وافر ذخیرہ دست یاب تھا۔ ایک معتد بہ تعداد میں تاریخی شخصیات پر کتابیں بھی تھیں۔ وہاں رضا اکیڈمی، برطانیا کی شائع کردہ انگریزی کتب کے تراجم بھی موجود تھے۔

برادرم عارف جامی صاحب نے عثمان رضوی سے احقر کا تعارف کرایا اور ''افکارِ رضا'' پیش کیا۔ رسالہ کی ورق گردانی کرکے وہ کافی متاثر ہوئے۔ افکارِ رضا کی تعریف کی۔

محترم خلیل رانا بھی ہم راہ تھے۔ اُن کی اہلیہ کو ملتان شریف میں دعوتِ اسلامی کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے جانا تھا۔ اس لیے اُن کو اپنے گھر خانیوال جانے کی جلدی تھی، اُنھوں نے مختصراً ضروری باتیں کیں، کچھ کتب عنایت فرمائیں اور رخصت ہوگئے۔

عثمان بھائی کے مکتبہ پر ہماری نشست جم گئی۔ یکے بعد دیگرے جن احباب کو احقر کے آنے کی اطلاع ملتی وہ ملنے وہاں چلا آتا۔ عثمان بھائی نے بھی اپنے کچھ احباب کو بلایا جو انجمن طلبۂ اسلام کے ذمہ داران میں سے تھے۔ انھوں نے اپنی خدمات کی کارگزاری سُنائی، احقر نے اپنے کام کی روداد سنائی۔ پھر ہم نے اپنے رابطے استوار رکھنے کے لیے پتوں کے تبادلے کیے، تاکہ خدمتِ دین کے لیے باہم منسلک رہ کر کچھ کام کرسکیں۔

نعیم طاہر صاحب رضوی، ایڈیٹر ماہ نامہ کنزالایمان، لاہور بھی اطلاع ملنے پر فوراً تشریف لے آئے۔ گزشتہ سفر ۲۰۰۱ء میں اُن سے صرف بھاگم بھاگ ٹرین میں واپسی کے وقت ملاقات ہوئی تھی اور تشنگی رہ گئی تھی۔ وہ اپنے ہمراہ کنزالایمان کے چند اہم شمارے بھی لائے اور عنایت کیے۔ جس میں اُن کے رسالے کے کئی خاص نمبر بھی موجود تھے۔

میرے لاہور کے قیام کے دوران فاروقی صاحب کافی پریشان ہوتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ

مَیں اُن کے یہاں کھانا کھاؤں، آرام کروں اور زیادہ دن قیام کروں تاکہ وہ مزید دوستوں سے ملاقات کراسکیں جو اپنے اپنے حلقے کے نام ور محقق وقلم کار ہیں۔ لیکن احقر محدود چھٹیوں کی وجہ سے وہاں زیادہ دن قیام نہیں کر پاتا۔

اس وقت بھی وہ دوڑے ہوئے آئے اور پیار سے سب کو ڈانٹا کہ ذرا مہمان کو کھانا تو کھانے دو۔ چونکہ محفل جمی ہوئی تھی وہ بھی ساتھ میں شریک ہوگئے۔ اس وقت اُن کی عمر تقریباً ۸۰ سال ہوگی لیکن باوجود اس کے اُن کی یادداشت بہت قوی ہے۔ اُن کا مطالعہ بھی وسیع ہے اور پڑھ کر حافظے میں محفوظ رکھتے ہیں۔ انھوں نے افکارِ رضا کے مشمولات پر گفتگو کی۔ مجھے وہ ہدایت دینے لگے کہ آپ خورشید سعیدی صاحب کے تنقیدی خطوط نہ شائع کریں۔ وہ اپنے تنقیدی تیروں سے ہر کسی کو زخمی کردیتے ہیں۔ اس سے لوگ افکارِ رضا کے لیے لکھنے سے کترائیں گے۔

یہ محفل رات بھر جاری رہی۔ اس دوران اور بھی احباب آئے لیکن احقر کو تفصیل یاد نہیں۔ کیونکہ باقاعدہ کوئی ڈائری مرتب نہیں کی یا سفرنامہ نہیں لکھا۔ پھر کب آنکھ لگ گئی کچھ پتہ نہیں چلا۔

بروز جمعہ ۲۳ر ستمبر ۲۰۰۵ء صبح اُٹھ کر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری دی۔ وہاں مزار شریف پر سلام پیش کیا، اپنے اور سب کے لیے دعائیں کیں۔

اگلے دن مجھے دعوتِ اسلامی کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے ملتان شریف جانا تھا۔ اس لیے میرے پاس وقت بہت محدود تھا۔ ۲۳، ۲۴، ۲۵ ستمبر اجتماع کی تاریخیں تھیں اور آج نمازِ جمعہ سے اجتماع شروع ہونے والا تھا۔

علامہ اقبال فاروقی صاحب نے احقر کی آمد کی اطلاع جناب ملک محبوب الرسول قادری کو کردی۔ وہ بے چارے بڑی دور رہتے تھے، احقر سے ملنے کے لیے سب کام چھوڑ کر تشریف لائے۔ جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب ایک باصلاحیت نوجوان ہیں۔ ماہ نامہ ''انوارِ رضا'' کے ایڈیٹر ہیں۔ وہ اس رسالے کے کئی ضخیم خاص نمبر شائع کرچکے ہیں مثلاً تاج دارِ بریلی نمبر، شاہ احمد نورانی نمبر، مجاہدِ ملّت (عبدالستار خان نیازی) نمبر وغیرہ۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار کتابوں کی تصنیف و تالیف میں اُن کا ہاتھ ہیں۔ وہ آتے تو اپنے ہمراہ اپنے کاموں کے کچھ نمونے یعنی کتابیں و رسالے ساتھ لائے۔

رابطے کتنی اہمیت رکھتے ہیں، مجھے یہاں آکر احساس ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم اہلِ سُنّت و جماعت کا تصنیفی و تالیفی کام تو بہت ہو رہا ہے مگر ہم آپس میں رابطے نہ رکھنے کی بدولت اپنی جماعت کی کارکردگی سے ناواقف رہتے ہیں۔ آپ اگر یہاں آئیں تو دیکھیں گے کہ ہر طرف نئے نئے موضوعات پر کتابوں سے دکانیں بھری پڑی ہیں۔ قدیم کتب کے نئے نئے تراجم، سیرتِ رسول ﷺ پر

نئی کتابیں، قرآن واحادیث کی جدید تفاسیر وشروحات، قدیم و جدید علما کی سوانح حیات وغیرہ غرض کہ آئے دن کچھ نہ کچھ نئی کتاب منظرِ عام پر آتی رہتی ہے۔ پہلے وہاں کی تمام تازہ مطبوعات انڈیا نہیں آتی تھیں اس لیے ہند کے لوگوں کو استفادے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ لیکن اب تو دہلی کے ناشرین اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کب کوئی نئی کتاب پاکستان میں چھپے، اور وہ اُسے حاصل کرکے فوراً شائع کردیں۔ لیکن اس کے باوجود کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو ہند کے لوگوں کے کام کی تو ہوتی ہیں مگر اسے شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس طرح کی کتب ہندستان میں آتی بھی نہیں ہیں۔ مثلاً پاکستان کے علما پر شائع ہونے والی کتب اور خصوصی نمبر یہاں شائع نہیں کیے جاسکتے۔ اُن کی اپنی افادیت ہوتی ہے لیکن وہ ہند میں نہیں پہنچتیں۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے کتابچے اور کم صفحات پر مشتمل کتابیں جو کسی خاص موضوع پر ہوں یا کسی تازہ اعتراض کا جواب ہوں، وہ بھی یہاں نہیں پہنچتی یا اگر پہنچتی ہیں تو ہندستان کے کتب فروش تاجر اُن کتابوں کو اس لیے شائع نہیں کرتے کہ یہ اُن کے لیے منافع بخش نہیں ہوتیں۔ میری پاکستان کے دینی اداروں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے شائع کردہ لٹریچر کو ہندستان کے دینی اداروں کو ضرور بھیجا کریں۔ تاکہ یہ ادارے اُس لٹریچر کو یہاں شائع کرکے عام کرسکیں۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنا لٹریچر اُنہیں بھیجنا چاہیے تاکہ وہ اپنے یہاں اس کی ترویج واشاعت کا کام کرسکیں۔ دین کی تبلیغ واشاعت کا کام تو ایسے ہی پھیلتا ہے۔

محبوب الرسول صاحب کے کاموں سے واقفیت ہوئی تو خوشی ہوئی کہ احقر کی ملاقات ایک اور مجاہدِ سُنّیت سے ہوگئی۔ اُن کے کارنامے سُن کر پہلے تو مَیں حیرت میں پڑ گیا کہ ایک آدمی اتنے سارے کام کس طرح انجام دے لیتا ہے۔ وہ واقعی قابلِ تعریف ہیں۔

وہ مجھے اپنے ہمراہ لاہور کی ایک اہم شخصیت جناب عبدالمصطفیٰ گلزار حسین رضوی صاحب سے ملاقات کے لیے لے گئے۔ اُن کا لاہور کے ایک کمرشیل علاقے میں اچھا خاصا آفس تھا۔ گلزار رضوی صاحب کے بارے میں مجھے بتایا گیا کہ یہ حضور مفتیِ اعظم کے خلیفہ ہیں۔ تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ انھوں نے ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا'' نامی کتاب کا ترجمہ سندھی زبان میں کرکے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا تھا۔ اس کے علاوہ فروغِ رضویات میں تعاون کرتے رہتے ہیں۔

وہ احقر سے ہندستان میں سُنّیوں کے حالات اور اشاعتِ سُنّیت کے کاموں کے بارے میں سوالات کرتے رہے اور مَیں اپنی محدود معلومات کے مطابق جواب دیتا رہا۔ پھر ہم وہاں سے رخصت ہوئے۔ محبوب الرسول صاحب کو اپنے کام سے کہیں جانا تھا، اس لیے وہ مجھے گنج بخش روڈ پہنچا کر چلے گئے۔ جمعہ کی نماز کے لیے عثمان صاحب مجھے وہاں ایک مسجد لے گئے، جہاں پر نماز لاؤڈ اسپیکر سے

نہیں ہوتی۔ نماز سے فراغت کے بعد آج کچھ اور مکتبوں کا رُخ کیا اور اپنے ذوق کے مطابق کتابیں جمع کرتا رہا۔ شام تک کتابیں جمع کر کے کچھ فاروقی صاحب کو اور کچھ مسلم کتابوی کے سیّد منیر شاہ صاحب کو دے دیں کہ وہ احقر کے ممبئی ایڈریس پر پوسٹ کردیں۔

رات کو میرے پاس ممبئی سے میرے بھائی کا فون آیا۔ وہ فکرمند تھے کہ ٹی وی کی خبروں میں بتایا گیا تھا کہ لاہور میں ۲ بم دھماکے ہوئے ہیں۔ یہ دھماکے انارکلی بازار اور مینارِ پاکستان کے قرب میں ہوئے تھے۔ مَیں نے اُن کو اپنی خیریت سے مطلع کیا اور فکرمند نہ ہونے کا مشورہ دے کر مطمئن کردیا۔

رات ہمیں برادرم عثمان اور ہارون صاحبان لاہور کی فوڈ اسٹریٹ لے گئے اور پُرتکلف ضیافت کرائی۔ پنجابی لوگ کھانے اور کھلانے کے بڑے شوقین ہوتے ہیں۔ اس کا مظاہرہ اس فوڈ اسٹریٹ میں دیکھنے میں آیا۔

آج رات قیام کے لیے فاروقی صاحب نے دارالعلوم نعمانیہ (اندرون ٹکسالی گیٹ) میں انتظام کیا تھا۔ یہیں مرکزی مجلسِ رضا کا رابطہ آفس ہے۔ رات دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر مَیں تھکن سے مجبور ہوکر سوگیا۔

بروز سنیچر ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۵ء صبح آنکھ کھلتے ہی دیکھا کہ برادرم سیّد صابر حسین شاہ بخاری اٹک (برہان شریف، پنجاب) سے تشریف لائے ہیں اور برادرم خورشید سعیدی پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد سے تشریف لائے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے نسبت کا یہ فیضان ہے کہ یہ دونوں حضرات صرف احقر سے ملاقات کی غرض سے اپنی ملازمت سے چھٹی لے کر، کئی گھنٹوں کا سفر کر کے لاہور آئے تھے۔ دنیاے رضویت سیّد صابر حسین شاہ بخاری صاحب کو اچھی طرح جانتی ہے۔ وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ ایک دور اُفتادہ گاؤں اٹک (Attock) میں رہتے ہیں، جہاں بجلی اور پانی کی سہولیات بھی ڈھنگ سے میسّر نہیں۔ اور وہیں ایک اسکول میں تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ سہولیات کی عدم دست یابی کے باوجود وہ فروغِ رضویات میں ہمہ دَم لگے رہتے ہیں۔ انھوں نے ادارہ فروغِ افکارِ رضا قائم کیا ہے۔ رضویات پر اُن کی چھوٹی بڑی تالیفات کی ایک لمبی فہرست ہے، جو مختلف اداروں سے شائع ہوکر عام ہوچکی ہیں۔

جناب خورشید سعیدی صاحب سے یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ حالانکہ انٹرنیٹ کے توسط سے ہمارا رابطہ تین چار سال سے تھا۔ خورشید سعیدی متحرک، محقق، مدقق نوجوان کا نام ہے۔ ان کی ظاہری حالت دیکھ کر یہ اندازہ ہوگیا کہ یہ اپنے آپ کی پرواہ نہیں کرتے اور ہمہ دم تحقیق وتفحص کے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی دل چسپی کا موضوع ہے ردِّ عیسائیت۔ اس موضوع پر وہ پی ایچ ڈی

کررہے ہیں۔ انھوں نے جب پہلی بار ای میل سے ردِّ عیسائیت پر اپنا مضمون ''قرآن میں تضاد نمبر۱۶'' بھیجا تو پہلے یہ سوچ کر اسے شائع نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ افکارِ رضا، رضویات پر مشتمل پرچہ ہے، اس میں کیوں شائع کیا جائے۔ لیکن غور کرنے پر فیصلہ تبدیل کرلیا گیا کہ ردِّ عیسائیت بھی فکرِ رضا کا ہی حصّہ ہے۔ اور اُن کا یہ مضمون جنوری-مارچ ۲۰۰۳ء کے شمارے میں شائع کردیا گیا۔ پھر اس کے بعد انھوں نے اپنے کئی مضامین بھیجے جو مختلف شماروں کی زینت بنے۔ خورشید سعیدی صاحب اردو، عربی، انگریزی پر یکساں عبور و مہارت رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے احقر کی فرمائش پر مبلغِ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کی انگریزی تالیف "How to Preach Islam?" کا ترجمہ بنام ''تبلیغ اسلام کے اصول و فلسفہ'' کرکے دیا۔ جو ہم نے اپنے ادارے سُنّی یوتھ فیڈریشن سے شائع کیا۔ پھر یہ ترجمہ دارالعلوم علیمیہ کے ترجمان ماہ نامہ ''پیامِ حرم'' میں قسط وار شائع کیا گیا۔

خورشید سعیدی صاحب نے پھر ''افکارِ رضا'' پر تنقیدی تبصرے لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اُن کے تبصرے پڑھ کر اُن کی دقتِ نظر کا اندازہ ہوا۔ کوئی معمولی غلطی بھی وہ نظر انداز نہیں کرتے۔ وہ اپنی حسّاس طبیعت کی وجہ سے بعض اوقات مضمون نگار کو بھی سخت سُست کہہ دیتے ہیں اور کمپوزنگ کی غلطی کو بھی غلط فہمی کی بنا پر مضمون نگار کے سر ڈالتے ہیں۔ مجھے اُن کے تبصرے بہت پسند آتے تھے۔ اس طرح ہمارے کئی قلم کار حضرات محتاط ہوگئے۔

پھر خورشید صاحب نے اپنا رُخ فتاویٰ رضویہ (جدید) اور اعلیٰ حضرت کی مطبوعہ کتب کی طرف موڑ لیا۔ اور اُن میں اشاعت پذیر غلطیوں کی نشان دہی کرنے لگے۔ وہ ہر چیز کا بنیادی مأخذ سے موازنہ کرتے اور غلط وصحیح کو قارئین کے سامنے لاتے۔ اعلیٰ حضرت کی کتب کے انگریزی تراجم کو بھی انھوں نے اپنی تحقیق کی روشنی میں پرکھا اور انھیں بھی غیر مستند ٹھہرایا۔ رضویات کے باب میں وہ بہت حسّاس ہیں۔ اُن کے یہ تحقیقی وتنقیدی تبصرے ماہ نامہ معارفِ رضا اور افکارِ رضا میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اُن کے اس عمل سے بعض حضرات ناراض ہونے لگے کہ اپنے ہی لٹریچر کی غلطیوں کو کیوں منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ اس سے ''غیر'' فائدہ اُٹھائیں گے۔ مگر احقر اور بے شمار علما اُن کے حامی ہیں اس لیے کہ غلطیوں کی اصلاح پھر کس طرح ہوگی۔ ناشر حضرات کا مقصد تو پیسہ کمانا ہوتا ہے۔ وہ غلطیوں کی درستی کرنے کی محنت اور سرمایہ لگانے پر کبھی تیار نہیں ہوتے۔

خورشید سعیدی صاحب کی ان کوششوں کا اثر یہ ہوا کہ فتاویٰ رضویہ جدید جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے، کی دوبارہ کمپوزنگ کا کام شروع کیا گیا اور ہندستان کے کچھ علما اس کی تصحیح کرکے دوبارہ شائع کرکے منظر عام پر لانے کے لیے کوشاں ہوگئے۔

ان دونوں حضرات سے ملاقات مختصر رہی چونکہ احقر کو ملتان شریف کے لیے روانہ ہونا تھا۔ اس لیے مَیں اور عارف جامی صاحب تیار ہوئے اور احباب سے مل کر رخصت ہوئے۔ اور ملتان شریف جانے والی ایک لگژری بس میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔

ہم ظہر کے وقت ملتان شریف پہنچے۔ اجتماع گاہ پر نظر پڑی تو اس کا کوئی کنارہ نظر نہیں آرہا تھا۔ بہت ہی وسیع وعریض میدان میں اجتماع گاہ بنائی گئی تھی۔ دور دور تک پنڈال ہی پنڈال نظر آرہے تھے۔ نہایت ہی سخت حفاظتی بندوبست موجود تھا۔ اجتماع گاہ میں جانے والے ہر فرد کی مکمل چیکنگ ہوتی، پھر داخلے کی اجازت ہوتی۔

داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی ہر طرف کتابوں کے اسٹالز نظر آئے۔ اس عظیم الشان پنڈال کو مختلف گلیوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پاکستان اور دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگوں کے لیے اُن کے علاقوں کے مطابق گلیاں تقسیم کرکے حلقے بنائے گئے تھے۔ تاکہ ایک علاقے کے افراد ایک ہی جگہ رہیں۔ اس سے بہت آسانی یہ ہوتی تھی کہ کوئی اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جائے تو اپنے علاقے کے حلقے میں اُسے پاسکتا تھا۔ یہاں اس میدان میں لاکھوں لوگوں کے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ افراد کی تعداد کے حساب سے ہی کثیر تعداد میں غسل خانے، بیت الخلا وغیرہ سب انتظامات موجود تھے۔

دعوتِ اسلامی نے مختلف کاموں کے لیے مختلف مجالس بنائی ہیں۔ یعنی مجلس العلمیہ، مجلس کتب تفتیش ورسائل، مجلس جیل خانہ وغیرہ وغیرہ۔ ان مجلسوں کے تحت مختلف ذمہ داریاں تقسیم کی گئی ہیں۔
اسی پنڈال میں ایک جگہ گونگے بہروں کے لیے بھی اشاروں میں بیانات ہورہے تھے۔ یعنی وہ افراد جو قوتِ سماعت سے محروم ہوتے ہیں اور اجتماع کے بیانات نہیں سُن سکتے، اُن کے لیے تربیت یافتہ مبلغ اشاروں کے ذریعے بیانات سمجھاتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی نے ہر سطح پر اپنا نیٹ ورک پھیلا دیا ہے۔

دعوتِ اسلامی کی مجلسِ علمیہ کے تحت اعلیٰ حضرت کی کتب پر جدید انداز میں کام ہورہا ہے۔ جدّ الممتار کی دو جلدیں نئی کمپوزنگ کرکے شائع کردی گئی ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے کئی رسائل نئی تشریح کے ساتھ خوب صورت گیٹ اپ میں شائع کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ حضور صدر الشریعہ کی ''بہارِ شریعت'' کو بھی شرح کے ساتھ جدید انداز میں مختلف حصص کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے انعقاد پذیر ہونے والا یہ سالانہ اجتماع بہت کامیاب ہورہا ہے۔ اس اجتماع میں لاکھوں لوگ شرکت کرتے ہیں۔ پاکستان میں تبلیغی جماعت کا اجتماع رائے ونڈ، پنجاب میں ہوتا ہے۔ جو دعوتِ اسلامی کے اجتماعات سے کئی برس پہلے سے جاری ہے۔ لیکن اب اُن کا اجتماع اس قدر کامیاب نہیں رہتا۔ دعوتِ اسلامی کے کام کی بدولت تبلیغیوں کا بہت نقصان ہوا ہے اور ہورہا ہے۔

کیونکہ یہ لوگ بھی انہی کی طریقے پر کام کرتے ہیں مگر اُن کی جماعت گمراہیت کی طرف لے جاتی ہے اور دعوتِ اسلامی دینِ حق کی طرف۔
مکتبوں کی طرف جانا ہوا تو علمی پبلشرس کا مکتبہ نظر آیا۔ اس کے مالک ایک نوجوان حافظ محمد وسیم ہیں، جو مولانا الیاس قادری کے مرید ہیں۔ اُنھوں نے اپنے پیر کی نسبت سے ایک رسالہ ''فیضانِ امیرِ اہلِ سُنّت'' جاری کیا ہے، جو گزشتہ کئی سالوں سے کامیابی سے جاری ہے۔ حافظ وسیم صاحب نے رضا اکیڈمی، برطانیا کی تمام انگریزی مطبوعات شائع کی ہیں اور اُن کتابوں کے اردو تراجم بھی شائع کر رہے ہیں۔ مجھے اُن کتابوں کے حصول کے لیے اُن سے ملنا تھا۔

ویسے تو ہمارا غائبانہ تعارف تھا ہی۔ احقر نے اپنا تعارف کرایا اور مدعا بیان کیا۔ ہم میں کتب کی اشاعت کے سلسلے میں دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ وہ دعوتِ اسلامی اور مولانا الیاس قادری کے تئیں بہت ہی جذباتی ہیں۔ باتوں باتوں میں انھوں نے اقرار کیا کہ ہم لوگ امیر دعوتِ اسلامی کو مجدّد مانتے ہیں۔ مَیں نے جب اُن سے اس کی دلیل اور نشانیاں مانگی تو وہ کہنے لگے کہ وقت کا انتظار کیجیے آپ خود جان جائیں گے۔

اتوار کے روز صبح گیارہ بجے امیر دعوتِ اسلامی مولانا الیاس قادری صاحب کا خصوصی بیان ہوا۔ جس میں حضرت نے ''نیت کی برکت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اُن کی تقریر کا لُبّ لُباب یہ تھا کہ ہر کام کے لیے اچھی نیت کرنی چاہیے، تو اس میں برکت ہوگی۔ اور کام بنتے جائیں گے۔

بیان کے بعد ذکر اور خصوصی دعا ہوئی۔ آخری دن دعا کے وقت عوام کا اس قدر ہجوم تھا کہ ہر طرف صرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ کافی لوگ اونچائی پر چڑھ کر ہجوم کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اجتماع دوپہر ۲ بجے اختتام پذیر ہوا۔ تو ہم فوراً باہر کی طرف روانہ ہوئے۔

مجھے دوپہر چار بجے کی فلائٹ سے کراچی کے لیے جانا تھا۔ میرے پاس وقت بہت محدود تھا اس لیے فلائٹ سے جانا پڑا۔ کیونکہ ٹرین پورے ایک دن میں کراچی پہنچاتی۔ اگلے دن پیر کے روز مجھے واپسی کی انٹری کرانی تھی اور سامان کی پیکنگ باقی تھی۔ اور منگل کی صبح میری ممبئی کو روانگی تھی۔

رات بارہ بجے کے قریب مَیں اپنے ماموں کے گھر نارتھ کراچی پہنچ گیا۔ اگلی صبح پیر (۲۶ر ستمبر) مَیں نے کراچی کے دوست ضمیر قادری صاحب کو بلایا اور اُن کے ہمراہ واپسی کی انٹری کرائی۔ پھر محترم صبیح رحمانی، علامہ کوکب نورانی سے ملاقات کی۔ ضروری کام سے فارغ ہوکر گھر روانہ ہوگیا۔

پیر کی صبح فوراً ہی تیار ہوکر ایرپورٹ پہنچے اور ممبئی کے لیے روانہ ہوگئے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کرم سے میرا یہ سفر بھی خوش گوار گزرا۔ وہاں دوستوں نے خوب محبتیں دیں۔ صرف اس لیے

کہ یہ حقیر اعلیٰ حضرت کے در کا ادنیٰ غلام ہے۔ فیضانِ رضا کے صدقے سے فکرِ رضا کے فروغ میں لگا ہوا ہے۔ وہاں کے لوگ اعلیٰ حضرت کے دیوانے ہیں۔ بریلی شریف کا کوئی تبرک بھی اُن کو مل جاتا ہے تو وہ اسے سنبھال کر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہاں ہندستانی علما اور مشائخ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اُن کی عزت افزائی اور توقیر کی جاتی ہے۔ وہاں سے واپسی کے بعد بھی لوگ مسلسل رابطے میں رہتے ہیں اور مجھے وہاں کی تازہ مطبوعات بھیجتے رہتے ہیں۔

یہ سب نسبتوں کا فیضان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نسبتوں کو قائم رکھے اور مجھ سیاہ کار کو قوت، ہمت، حوصلہ اور وسائل عطا فرمائے کہ میں زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کر کے اپنی آخرت سنوار سکوں۔

اُن کا احساں ہے خدا کا شکر ہے
دل ثنا خواں ہے خدا کا شکر ہے
دولتِ عشقِ نبی سینے میں ہے
پاس ایماں ہے، خدا کا شکر ہے

✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

SOME SUNNI WEBSITES

www.fikreraza.net
www.dawateislami.net
www.sunnidawateislami.net
www.imamahmadraza.net
www.alahazratnetwork.org
www.trueislam.info.
www.nooremadinah.net
www.razaemustafa.net
www.raza.co.za
www.ala-hazrat.org
www.barkati.net
www.ahadees.com
www.hazrat.org
www.yanabi.org

ایک نام ہے میرے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا، سمتوں میں یہ ایک نام کروڑوں کے صحیح عقائد کا ترجمان اور اُن کا کام حق و اہلِ حق کا پاس بان ہے۔ کوئی حیرانی سی حیرانی ہے، ایک شخص میں کتنے علوم جمع تھے اور کس قدر تھے! ایک صدی ہو رہی ہے مگر ان کے متنوع علوم و معارف اور افکار کے عمق اور تبحر کا سیکڑوں مدارس اور ہزاروں علما بھی پوری طرح احاطہ نہیں کر سکے۔ کریں بھی کیسے؟ کوئی یونہی تو "اعلیٰ حضرت" نہیں ہو جاتا۔

نوبل پرائز پانے والوں کے نام ضرور کہیں محفوظ ہوں گے اور گنتی کے کچھ لوگ شاید ان ناموں سے آگاہ بھی ہوں مگر اعلیٰ حضرت کا چرچا تو نگر نگر ہے۔ "غیر" بھی اُن کی عبقری مرتبت کے معترف ہیں۔ ایک شخص اور اتنا حاوی! افکارِ رضا کی یہ دمک "**ورفعنا لك ذكرك**" ہی کی جلوہ گری ہے۔ اعلیٰ حضرت کو جو علم و ہنر عطا ہوا، اسے انہوں نے اپنے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت وعظمت کی خدمت میں لگا دیا، وہ دین کی حقانیت ہی کے بیان میں مگن رہے۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہی ان کا وظیفہ رہا۔ وہ مرکزِ عقیدت ومحبت ہو گئے۔

آج "افکارِ رضا" کی تابانی سے ۷۲ باطل فرقوں کو پریشانی ہے۔ انھیں اعلیٰ حضرت کے دلائلِ حقہ سے انکار اور فرار کی تاب ومجال نہیں۔ "بریلوی" کا عنوان دے کر وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنّت کو کوئی نیا فرقہ بتانے کا جتن کر رہے ہیں۔ انھیں نہیں معلوم کہ ابھی تو بادل چھٹنا شروع ہوئے ہیں اور اس آفتاب کی کرنوں ہی سے آنکھیں خیرہ ہوئی جارہی ہیں۔ افکارِ رضا کی پوری روشنی ہوئی تو ہر در اور گھر میں اسی کی جگ مگ ہوگی۔

ممبئی کے ایک ناتواں سے نوجوان محمد زبیر قادری نے کچھ برس پہلے "تحریکِ فکرِ رضا" کا توانا عزم کیا تھا۔ افکارِ رضا کا فیضان ہی اُس کی پہچان ہے۔ یہ خاص شمارہ اس نوجوان کے وَل وَلے اور حوصلے کی ایک جھلک ہے۔ یقین کی پختگی اور جذبے کی فراوانی اسے بہت کچھ کر گزرنے کو مہمیز کرتی ہے۔ اللہ کریم جل شانہ اس نوجوان کی کاوشیں بار آور بنائے، اسے اپنی تائید ونصرت سے نوازے، آمین

افکارِ رضا کا یہ شمارہ "اہلِ فکر ونظر" کے نزدیک شاید کوئی اہم اضافہ نہ ہو لیکن عقیدت ومحبت کے ایک والہانہ سلسلے سے عبارت ہے۔ یہ سلسلہ تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے نسبت کے داعیوں کا کب سے جاری ہے اور بڑھتا ہی رہے گا..........

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

المرقوم: ۲۷ر محرم ۱۴۲۹ھ

TEHREEK-E-FIKR-E-RAZA

C/o Ajmeri Book Depot

251-253, Maulana Azad road, Shop No. 8
Zainab Tower, Mumbai-400 008